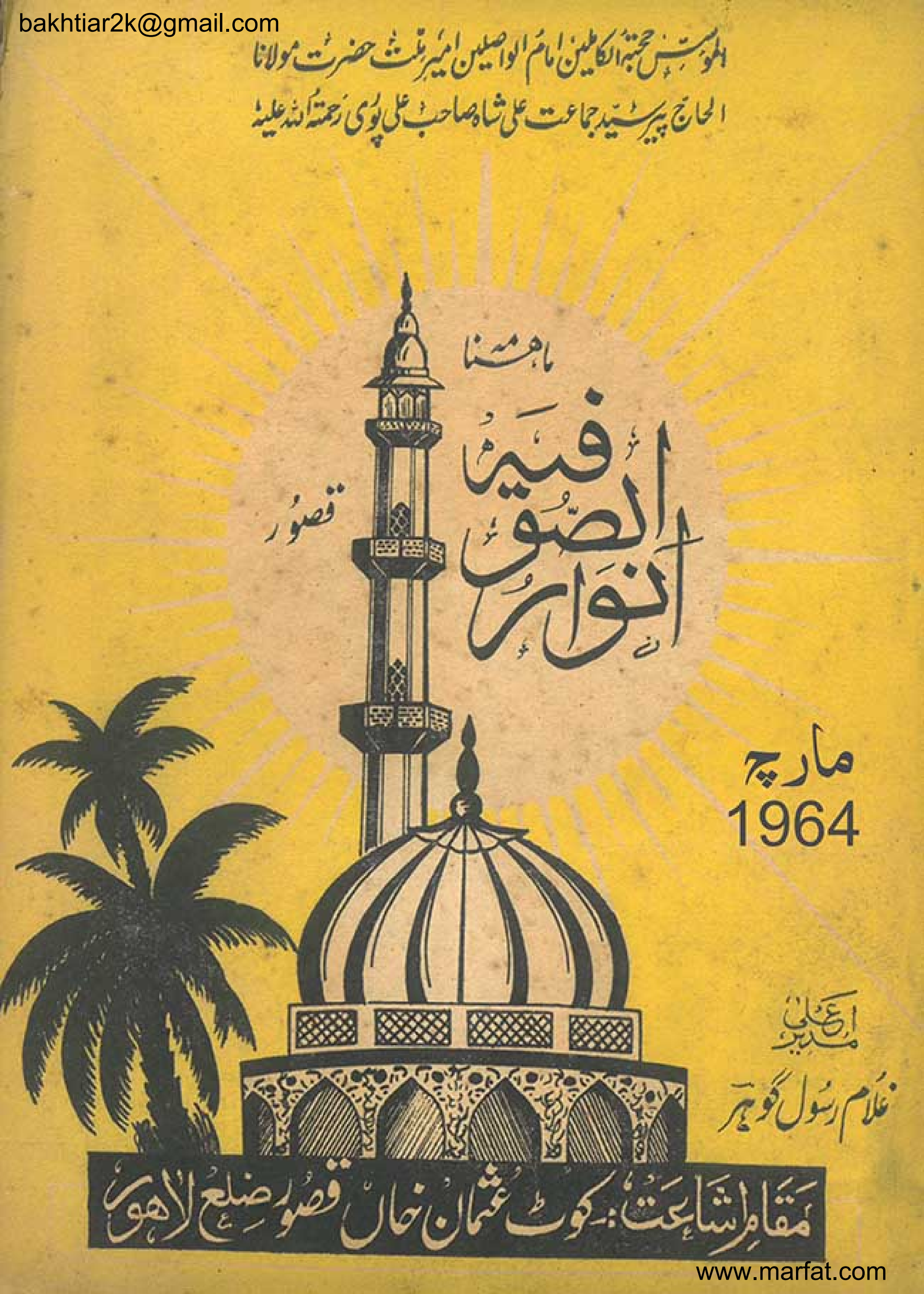

المؤسس حجۃ الکاملین امام الواصلین امیر ملت حضرت مولانا
الحاج پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری رحمۃ اللہ علیہ
ماہنامہ
انوار الصوفیہ
قصور
مارچ
1964
مدیر اعلیٰ
غلام رسول گوہر
مقام اشاعت: کوٹ عثمان خاں قصور ضلع لاہور

bakhtiar2k@gmail.com

انوار الصوفیہ رسائل پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری
نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام 1905 کو شروع کروایا تھا
رسالہ انوار الصوفیہ کی 58 جلدیں مہیا کرنے پر
میں جناب محمد محمود صاحب کو مشکور ہوں
جن کی لسٹ مندرجہ بالا ہے (بختیار حسین جماعتی)

محمد محمدود معزوی جماعتي
خلیفہ مجاز شیخ معزالدین طالبی جماعتی
خلیفہ مجاز سائیں محمد حنیف لال بادشاہ مری

1 1960 October
2 1961 July
3 1961 December
4 1962 Feb
5 1962 May
6 1962 October
7 1963 January
8 1963 June
9 1963 September
10 1964 Feb
11 1964 March
12 1965 January
13 1965 May
14 1965 July
15 1966 June
16 1969 Feb
17 1969 December
18 1970 December
19 1971 Feb
20 1971 November
21 1972 May
22 1972 December
23 1973 March
24 1973 March
25 1973 December
26 1975 March
27 1978 Feb
28 1980 July
29 1981 July
30 1982 Feb
31 1982 July
32 1984 April
33 1959 Agust Rizwan
34 1965 March Hanfi
35 1967 April May
36 1968 October November
37 1969 agust
38 1969 March April
39 1970 May June
40 1971 Agust
41 1971 Janu Feb
42 1973 Agust
43 1973 Aril
44 1974 Agust September
45 1975 December
46 1976 March April
47 1979 June july
48 1980 Dec 1981 Janu
49 1980 October NOvember
50 1981 Jantaree
51 1982 1983 Dec Jan
52 1982 March April
53 1982 May June
54 1983 Feb March
55 1983 May June
56 1983 Nov Decemb
57 1984 Jan Feb
58 1984 October Jantare
59 Aaena Khalq e Muhamadi
60 Majmua Hazar Masla


بسم اللہ الرحمن الرحیم
انجمن خدام الصوفیہ کا
علمائے امت کا مرغوب قلب رسالہ
ماہنامہ
انوار الصوفیہ
قصور
فی کاپی ۱ روپیہ ۵۰ پیسے
بدل اشتراک سالانہ ۵ روپے
جلد ۵۶
مارچ ۱۹۶۴ء بمطابق شوال المکرم ۱۳۸۳ھ
شمارہ ۶
نگران :- شیخ رشد و ہدایت مولانا الحاج علامہ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب مد ظلہ علی پوری
مدیر معاون :- مولانا عبد العزیز صاحب ترقمانی قصوری

فہرس

وہ جنت میں جانے کے قابل نہیں ہے۔

مولانا ہمدم چھانگا مانگا

محمدؐ کا در چھوڑ کر آنے والا ✤ درِ حق پہ جانے کے قابل نہیں ہے
محمدؐ کو جس نے منایا نہیں ہے ✤ خدا کو منانے کے قابل نہیں ہے

نہیں جس کے دل میں محمدؐ کی عظمت ✤ وہ شیطان سے بھی ہے بدتر جہاں میں
اگرچہ کرے لاکھ سجدے خدا کو ✤ وہ حق کو منانے کے قابل نہیں ہے

محمدؐ کو نور اپنا حق نے بنایا ✤ جبھی تو زمین پر نہ پڑتا تھا سایا
ہوا ہے جو نورِ محمدؐ کا منکر ✤ وہ جنت میں جانے کے قابل نہیں ہے

مسلماں رسالت کا نعرہ جو لائیں ✤ انہیں جھٹ یہ بے خوف مشرک بنائیں
جو جلتا ہے نام محمدؐ کو سن کر ✤ وہ ملنے ملانے کے قابل نہیں ہے

محمدؐ کو اپنے سا انسان بتائیں ✤ جو پوچھے اُسے صد شگوفے پڑھ سنائیں
محمدؐ کو اپنی طرح کہنے والا ✤ شفاعت کرانے کے قابل نہیں ہے

اگر دیکھنا کوئی چاہے خدا کو ✤ بلاشک وہ دیکھے مرے مصطفیٰؐ کو
محمدؐ کا دیدار دیدارِ حق ہے ✤ یہ بات آزمانے کے قابل نہیں ہے

عطائے محمدؐ عطائے خدا ہے ✤ درِ مصطفیٰ ہی درِ کبریا ہے
محمدؐ کے در سے نہیں مانگتا جو ✤ خدا سے وہ پانے کے قابل نہیں ہے

اگر چوم کر نام آنکھوں پہ لائیں ✤ انہیں سب یہ ملکر کے مشرک بنائیں
محمدؐ کی تعظیم کا جو ہے منکر ✤ وہ پھر منہ لگانے کے قابل نہیں ہے

درِ حق پہ ہمدم ترا سر جھکا ہو ✤ تصور محمدؐ کا دل میں جما ہو !!!
اگر تیرے دل میں تصور نہیں ہے ✤ تو سر بھی جھکانے کے قابل نہیں ہے

تحفۃ المحبوب

ترجمہ کاشفۃ القلوب ☆ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

گذشتہ سے پیوستہ

پھر وہ ایک غار میں چلا گیا۔ جہاں نہ کوئی آدمی تھا اور نہ کوئی کھانے پینے کی چیز تھی۔ نہ کوئی وحشی تھا نہ کوئی پرندہ تھا۔ وہ وہاں بیمار ہو گیا اس کے پاس تیمارداری کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ زمین پر لیٹا ہوا تھا۔ اور کہہ رہا تھا۔ اگر میرے پاس میری ماں ہوتی تو میرے اوپر ترس کھاتی اور میری ذلت و رسوائی کو دیکھ کر روتی۔ اگر میرا باپ ہوتا تو میری خبر لیتا مجھے دوائی پلاتا میرا علاج کراتا۔ میرے بدن کو دباتا۔ میری خدمت کرتا۔ اگر میری بیوی ہوتی تو وہ میرا یہ حال نہ دیکھ سکتی اور خوب روتی۔ اگر میرے بچے ہوتے تو وہ روتے ہوتے۔ میرے جنازے کے پیچھے پیچھے چلتے اور کہتے کہ اے اللہ ہمارا مسافر باپ جو ضعیف اور نافرمان اور فاسق تھا۔ اور اپنے شہر سے دوسرے شہر کی طرف پھر وہاں سے غار کی طرف نکالدیا گیا۔ اب وہ مایوس ہو کر غار بلکہ دنیا سے عالم آخرت کی طرف جا رہا ہے۔ اس کو بخش دے۔ اے اللہ تو نے مجھ کو میرے ماں باپ اور میری اولاد اور میری بیوی سے جدا کیا۔ مگر اپنی رحمت سے جدا نہ کر تو نے ان کی جدائی کے ساتھ میرے قلب کو جلایا۔ اپنی نار کے ساتھ۔ میرے گناہوں کے سبب مجھ کو نہ جلا۔ پس بھیجا اللہ تعالیٰ نے اس کے پاس ایک حور کو اس ماں کی شکل پر ایک حور کو اس کی بیوی کی شکل پر اور غلاموں کو اس کی اولاد کی شکل پر اور ایک فرشتے کو اس کے باپ کی شکل پر جو اس کے پاس بیٹھے اور روئے۔ اس نے ان سب کو دیکھا تو خیال کیا۔ کہ میرا باپ میری ماں۔ میری بیوی۔ میرے بچے سب ہی یہاں آگئے ہیں۔ اور رو رہے ہیں)۔ وہ نہایت خوش ہوا اور اسی حالت میں اس کی روح قبض ہوگئی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم کے ساتھ اس کے گناہوں کو بخش دیا۔ وہ اس حال میں اپنے رب کے پاس پہنچا کہ گناہوں سے پاک اور صاف تھا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ فلاں جنگل میں جاؤ۔ وہاں ایک غار میں میرا ایک ولی فوت ہو گیا ہے۔ اس کا

جنازہ پڑھو اور اس کو دفن کرو جب موسیٰ علیہ السلام وہاں پہنچے تو کیا دیکھا کہ وہ وہی فاسق وفاجر آدمی ہے۔ جس کو شہر بدر کیا گیا تھا۔ اس کے ارد گرد حوروں کو دیکھا۔ عرض کی۔ اے میرے رب کیا یہ وہی فاسق آدمی نہیں ہے۔ جس کو میں نے تیرے حکم کے ساتھ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف نکالا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کی۔ اے موسیٰ! ہے تو یہ وہی مگر میں نے اس کے رونے اور اس کے بے وطن اور ماں باپ اور بیوی بچوں سے جدا ہونے کے سبب اس پر رحم کیا اور اس کے گناہوں کو بخش دیا۔ اور میں نے اس کی ماں اور بیوی کی شکل پر حوروں کو اور اس کے بچوں کی شکل غلاموں کو اور اس کے باپ کی شکل پر فرشتے کو بھیج دیا ہے۔ ان سب نے آکر اس کے لئے میرے آگے رحم اور مغفرت کی درخواست کی۔ سو میں نے ان کی درخواست کو قبول کیا۔ اور بخش دیا۔

اس لئے کہ جب کوئی مسافر غیر ملک میں مرجاتا ہے۔ اور اس پر رحم کھا کر آسمان والے اور زمین والے روتے ہیں۔ تو میں اس پر ارحم الراحمین ہو کر کیوں نہ رحم کرتا۔

جب کوئی غریب الوطن نزع میں ہوتا ہے تو اللہ فرماتا ہے۔ اے میرے فرشتو! یہ ایک مسافر ہے۔ اس نے اپنی اولاد کو اپنے عیال کو اور ماں باپ کو پیچھے اپنے وطن میں چھوڑا ہے۔ یہاں یہ اکیلا ہے۔ جب یہ مر جائیگا۔ تو اس پر یہاں نہ کوئی رونے والا ہوگا اور نہ کوئی اس کا غم کرنے والا ۔ پھر اللہ تعالیٰ ان میں سے ایک فرشتے کو اس کے والد کی شکل اور ایک کو اس کی ماں کی صورت پر اور ایک کو اس کے بیٹے کی صورت پر اور ایک کو اس کے کسی قرابندار کی صورت پر کر دیتا ہے۔ وہ اس کے پاس آتے ہیں۔ اور وہ آنکھیں کھولتا ہے تو اپنے پاس اپنے والد کو اپنی ماں کو اپنے بیٹے کو اپنے قرابت دار کو پاتا۔ اور اس کا دل خوش ہوتا ہے۔ پھر اس کی جان خوشی کے ساتھ نکل جاتی ہے۔ اس کے بعد جب اس کا جنازہ اٹھتا ہے۔ تو وہ اس کے ساتھ چلتے ہیں۔ اور جب اس کو دفن کرتے ہیں۔ تو وہ اس کی قبر پر بیٹھتے ہیں۔ اور قیامت تک اس کے لئے مغفرت کی دعا مانگتے ہیں۔ ابن عطا نے کہا۔ کہ بندے کا صدق سختی اور نرمی کے وقت ظاہر ہوتا ہے۔ پس جو کوئی نرمی اور آسانی کے وقت شکر کرتا ہے۔ اور بلا اور مصیبت کے وقت گھبراتا ہے۔ وہ جھوٹوں سے ہے۔ اگر کسی آدمی میں جن وانس کا علم ہو۔ لیکن جب اس پر بلاؤں کے جھکڑ چلیں تو وہ زبان پر حرف شکایت لائے تو نہ اس کو اس کا علم نفع دیتا ہے۔ اور نہ اس کا عمل۔ جیسے کہ حدیث قدسی میں آیا ہے

کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو کوئی میری قضا کے ساتھ راضی نہ ہوا۔ اور میری عطا کا اس نے شکر نہ کیا وہ میرے سوا کوئی اور رب تلاش کرے۔ وہب ابن منبہ نے ایک حکایت بیان کی ہے کہ ایک نبی نے پچاس برس اللہ کی عبادت کی۔ اللہ نے اس کی طرف وحی کی۔ کہ میں نے تجھ کو بخش دیا۔ اس نے کہا جب میں نے کوئی گناہ نہیں کیا تو کوئی وجہ نہیں کہ تو مجھے نہ بخشے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی ایک رگ میں درد پیدا کر دی۔ وہ اس درد کی وجہ سے ساری رات نہ سویا۔ صبح کے وقت ایک فرشتہ اس کے پاس آیا۔ اس کے آگے رات کی تکلیف اور بے آرامی کی شکایت کی۔ فرشتہ نے کہا تیرے رب نے کہا ہے۔ کہ تیری پچاس سال کی عبادت اس رگ کے شکوہ کے برابر بھی نہیں ہے۔

چوتھا باب!

ریاضت اور شہوت نفسانیہ کے بیان میں

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی۔ اے موسیٰ! اگر تو چاہتا ہے کہ میں تیری طرف اتنا قریب ہو جاؤں کہ تیری کلام تیری زبان کی طرف تیرا خیال تیرے دل کی طرف تیری روح تیرے بدن کی طرف اور روشنی کے! تیری آنکھ کی طرف اور تیرا سننا تیرے کان کی طرف اتنا قریب نہیں ہے۔ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر صلواۃ بہت زیادہ پڑھا کر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَالْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ۔ چاہئے۔ کہ نفس اس چیز کو دیکھے کہ اس نے کل کے لئے کیا۔ آگے بھیجا ہے! یعنی اس نے قیامت کے لئے کیا عمل کیا ہے؟ جان! اے انسان تحقیق نفس برائی کا حکم کرتا ہے۔ یہ تیرے لئے شیطان سے بھی زیادہ دشمن ہے۔ شیطان تیرے اوپر نفس کی خواہشات کے ساتھ غلبہ اور قابو پاتا ہے۔ پس تیرا نفس تجھ کو تمناؤں اور فریب کے ساتھ دھوکہ نہ دے جائے۔ اس لئے کہ امن اور غفلت اور آرام اور سستی نفس کی طبیعت سے ہے۔ اس کا دعویٰ باطل اور اس کی ہر چیز دھوکہ اور فریب ہے۔ اگر تو اس سے راضی ہوا اور اس کے کام کے پیچھے لگ گیا تو ہلاک ہو گیا۔ اور اگر تو اس کے محاسبہ سے غافل ہوا۔ تو تو غرق ہو گیا۔ اور اگر تو اس کی مخالفت سے عاجز آ گیا۔ اور اس کی خواہش کے پیچھے لگ گیا تو وہ

تجھ کو نار کی طرف کھینچ کرلے جائیگا۔ نفس کبھی نیکی کی طرف نہیں آتا۔ وہ مصیبتوں کا سر اور رسوائی کا معدن (کان) اور ابلیس کا خزانہ اور ہر شر کی جگہ ہے۔ اس کو نہیں پہنچانتا۔ مگر اس کا خالق۔ تم اللہ سے ڈرو تحقیق اللہ جو تم کرتے ہو۔ خیر اور شر سے اس کی خبر رکھتا ہے۔ جب بندہ اپنی آخرت کی طلب کے لئے اپنی گئی گذری عمر میں تامل کرے تو یہ تامل اس کے دل کا غسل ہوتا ہے۔ جیسے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تفکر ساعۃٍ خیرٌ من عبادۃ سنۃٍ۔ ایک ساعت کی سوچ ایک سال کی عبادت سے افضل ہے۔ تفسیر ابواللیث میں بھی اسی طرح لکھا ہے عقلمند کے لئے لائق ہے۔ کہ وہ گذشتہ گناہوں سے توبہ کرے اور اس چیز میں غور کرے۔ جو اس کے قریب ہے۔ اور جس کے ساتھ دار آخرت میں نجات پائے۔ اور حرص اور لالچ کو کم کرے۔ اور توبہ کرنے اور اللہ کے ذکر میں جلدی کرے۔ اور مناہی کو ترک کرے۔ اور اپنے نفس کو اس سے روکے شہوت نفسانیہ کی پیروی نہ کرے۔ پس نفس ایک بت ہے۔ جس نے اس کی عبادت کی۔ اس نے بت کی عبادت کی۔ جس نے اللہ کی اخلاص کے ساتھ عبادت کی۔ اس نے نفس کو مغلوب کیا۔ روایت کی گئی ہے۔ کہ مالک ابن دینار بصرہ کے بازار میں جا رہے تھے آپ نے وہاں انجیر کو دیکھا۔ آپ کے نفس نے اس کی خواہش کی آپ نے اپنا جوتا اتار کر انجیر فروش کو دیا۔ اور فرمایا مجھ کو انجیر دیجئے۔ انجیر فروش نے جوتے کو دیکھ کر کہا کہ یہ تو ایک دمڑی کا بھی نہیں۔ مالک ابن دینار چلے گئے۔ لوگوں نے انجیر فروش کو کہا۔ کیا تو اس شخص کو نہیں پہنچانتا ہے؟ اس نے کہا نہیں! لوگوں نے کہا وہ مالک ابن دینار ہیں۔ انجیر فروش نے انجیروں کا تھال اپنے غلام کے سر پر رکھا اور کہا اگر وہ شخص تجھ سے ان انجیروں کو قبول کرے تو تو اسی خوشی میں میری طرف سے آزاد ہے۔ غلام مالک کے پیچھے بھاگا۔ اور کہا حضور آپ ان انجیروں کو میری طرف سے قبول کریں۔ آپ نے انکار کر دیا۔ غلام نے کہا آپ قبول کریں۔ کیونکہ اس میں میرا آزاد ہونا ہے۔ مالک ابن دینار نے کہا۔ اگر اس میں تیرا آزاد ہونا ہے۔ تو اس میں۔ میری تعذیب ہے۔ غلام نے اصرار کیا۔ تو آپ نے قسم اٹھا کر کہا کہ میں ہرگز دین کو تین (انجیر) کے بدلے نہیں بیچونگا۔ اور اگر تین (انجیر) کو قیامت کے دن تک نہیں کھاؤنگا۔

حکایت:۔ مالک ابن دینار نے اپنی اس بیماری میں جس میں انہوں نے وفات پائی۔ شہد کے ایک پیالہ کی اور دودھ کی خواہش کی تاکہ اس میں روٹی کے ٹکڑے ڈال کر تناول کریں۔ خادم نے شہد اور دودھ کا پیالہ پیش کیا آپ نے ایک ساعت اس میں غور کیا اور فرمایا۔ اے

نفس تو نے تیئس سال تک اس سے صبر کیا۔ اب تیری عمر سے صرف ایک ساعت باقی رہ گئی ہے۔ یہ سوچا اور پیالہ ہاتھ سے پھینک دیا۔ اور صبر کیا۔ اس کے بعد فوت ہو گئے۔ یہ ہیں احوال انبیاء کے اور اولیاء کے اور صادقین کے اور عاشقین اور زاہدین کے سلیمان ابن داؤد علیہ السلام کا قول ہے۔ کہ جو نفس کو شکست دیتا ہے۔ وہ اس سے زیادہ بہادر ہے۔ جو اکیلا شہر کو فتح کرتا ہے۔ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے۔ میری نفس کے ساتھ وہ مثال اجو چرواہے کی اپنی بکریوں کے ساتھ ہے۔ اگر وہ ان کو ایک جانب سے روکتا ہے۔ تو وہ دوسری جانب سے منتشر ہو جاتی ہیں۔ جس شخص نے اپنے نفس کو مارا اس کو کفن رحمت میں لپیٹا جاتا ہے۔ اور کرامت کی زمین میں اس کو دفن کیا جاتا ہے۔ جس نے قلب کو مارا اس کو لعنت کے کفن میں لپیٹ کر عذاب کی زمین میں دفن کیا جاتا ہے یحییٰ ابن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اپنے نفس کے ساتھ طاعت اور ریاضت کے ساتھ جہاد کر۔ پس ریاضت نیند کا چھوڑنا اور طعام کم کھانا آرام کم کرنا اور لوگوں کی۔ اذیت کا برداشت کرنا ہے۔ نیند کو کم کرنے سے ارادات کی صفائی۔ اور قلتِ کلام سے آفات سے سلامتی اور اذیت کی برداشت سے غایات تک پہنچنا اور طعام کی کمی سے شہوات کی موت پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے کہ بسیار خوری میں دل کی قساوت اور اس کے نور کا چلے جانا ہے۔ حکمت کا نور بھوک ہے اور شکم سیری اللہ سے دور کرتی ہے۔ جیسے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ادلوں کو بھوک کے ساتھ روشن کرو۔ اور بھوک اور پیاس کے ساتھ اپنے نفسوں سے جہاد کرو۔ اور ہمیشہ بھوک کے ساتھ جنت کے دروازے کو دستک دیتے رہو۔ اس لئے کہ اس کا ثواب مجاہد کے ثواب کی مانند ہے۔ اور اللہ کے نزدیک بھوک اور پیاس سے زیادہ کوئی عمل محبوب نہیں ہے۔ جس نے اپنے پیٹ کو بھرا وہ کبھی آسمان کے ملکوت میں داخل نہیں ہو گا۔ اور عبادت کی حلاوت نہیں پائے گا۔

چورہ شریف میں سالانہ عرس شریف

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین پیشوائے زمانہ حضرت باباجی فقیر محمد چوراہی قدس سرہٗ کا سالانہ عرس شریف بمقام چورہ شریف ضلع کیمبلپور ریں حسب دستور سابق پیران عظام عالیجناب حاجی محمد صدیق صاحب وعالیجناب حضرت محمد معصوم باوشاہ صاحب وعالی جناب حضرات الحاج محمد نور بادشاہ صاحب صاحب کے زیر اہتمام ۸تا چیت بروز پیر و منگل مطابق ۱۶/۱۷ مارچ ۲۳/۲۴ ذی قعدہ بڑے تزک و احتشام سے منعقد ہو رہا ہے۔

استفتاء

حضرت قبلہ عالم زبدۃ الاولیا سند الاصفیا حجۃ الکاملین زبدۃ العارفین مولانا ومخدومنا حضرت امیر ملت سلطان ملک ولایت مولانا الحاج پیر سید حافظ جماعت علی شاہ قدس سرہ کی زندگی میں ایک دفعہ جبکہ آپ حیدرآباد دکن میں اس اطراف کے لوگوں کو آب ہدایت سے سیراب فرما رہے تھے یہ مسئلہ پیش کیا کہ سیدہ کے ساتھ غیر سید کا نکاح صحیح ہے یا نہیں آپ نے جواب دیا کہ ہرگز صحیح نہیں اور اس کو آپ نے براہین سے مبرہن فرمایا۔ زمانہ والوں نے اس کے خلاف بہت شور مچایا۔ اب اسی مسئلہ کے متعلق آفتاب کرامت معدن ہدایت حضرت مولانا الحاج پیر سید محمود شاہ صاحب المعروف محدث ہزاروی مدظلہم العالی کا فتوی جو آپ نے ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۹۵۵ء میں مدینۃ المنورہ میں عربی زبان میں شرعی وفقہی دلائل سے مترشح فرمایا اور علماء حرمین الشریفین کے پیش کر کے ان کی مہروں اور دستخطوں سے اس کی تصحیح وتصویب فرمائی اس شمارہ میں شائع کرنے کا فخر حاصل کر رہے ہیں۔ ایک کالم میں فتوی کا اصلی عربی متن ہے دوسرے کالم میں اس کا ترجمہ احقر ایڈیٹر کی طرف سے قارئین رسالہ کی سہولت کے لیے لکھا گیا ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِين۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیدۃ کے غیر سید کے ساتھ نکاح حرام ہونیکا شرعی فیصلہ

من عامة المسلمين الاحناف فی پاکستان صانہ اللہ عن ھمزات الشیطن سنہ ۱۳۷۴ھ الموافق سنہ ۱۹۵۵ء قد اعترض الامر الی حضرة محترم المقام السید المقام المقدام الواعظ ابو مسعود صاحب السجادة الحنفیة القادریة محبوب ابادحفظه اللہ امین وھو علی اعتاب

کیا نکاح میں کفاءۃ کا اعتبار ہے یا نہیں اور کفاءت کیا ہے اور دین اسلام میں ہمارے حنفی علماء کے نزدیک عدم کفایت کا موجب کیا ہے، اور کیا غیر سید کے بیٹے سیدۃ عورت کے ساتھ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے ہے نکاح جائز ہے؟ اور کیا اس میں اہل عزت کے لیے نزدیک حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے حق میں تحقیر اور سکہ اعظم لازم نہیں

حبیب رب العالمین بالمدینة المنورة -

الاستفتاء

هل تعتبر الكفاءة فى النكاح ام لا؟ وما هى؟ واى موجب لعدم الكفاءة فى دين الاسلام؟ عند سواداتنا الكرام الاحناف وهل يحل لغير السيد الآن ان ينكح مع السيدة الشريفة من اولاد رسول الله صلى الله عليه وآله وصحبه وسلم ولاهل العرف فى البلاد والامصار فيه استفتاص وهتك اعظم وجوه الهتك وان كان الخاطب عربيا او عجميا وان كان ذا الجاه كالسلطان او العالم افتونا على منهج الادب ومذهب الحنيف وغيرهم من اهل السنة ثبتنا الله تعالى وتبارك على آثاركم فى الدنيا ويوم المآب -

الجواب

بعون الله المعبود الملك الوهاب الملهم للصدق والصواب :

نعم الكفاءة معتبرة فى النكاح كتابا وسنة وان اسفار الدينية الفقيهة مملوة اثباتة كما لا يخفى على العلماء كقوله تعالى وجعلناكم شعوبا وقبائل لتعارفوا وقوله عز وجل جلاله ادعوهم لآبائهم وفيما نسخ كتابة ولم ينسخ عملا واعتقاد

آتی ہے؟ عام اس سے کہ نکاح کرنے والا شخص عربی ہو یا عجمی یا مرتبہ والا ہو۔ مثل بادشاہ کے یا عالم کے۔ ہم کو اس مسئلہ میں مذہب حنفیہ اور ان کے سوا اہل سنت و جماعت کے مسلک کے مطابق فتویٰ دیجئے اللہ تعالیٰ ہم کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی تا روز قیامت توفیق دے۔

آمین

الجواب بعون اللہ المعبود الملک الوہاب الملہم للصدق والصواب۔

ہاں کتاب و سنت اور کتب دینیہ فقیہہ کی رو سے نکاح میں کفایت کا اعتبار کیا گیا ہے۔ اور تمام کتابیں اثباتاً اس سے پر ہیں۔ جیسے کہ علماء پر یہ بات مخفی نہیں ہے؛ مثل قول باری تعالیٰ کے۔ وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا اور ہم نے کیا تم کو شاخوں اور قبیلوں میں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ اور فرمایا ادعوهم لآبائهم۔ تم ان کو ان کے باپوں کے نام سے پکارو۔ اور اس آیت میں جو کتابت کے اعتبار سے منسوخ اور حکم کے اعتبار سے منسوخ نہیں ہے۔

لا ترغبوا عن آبائكم فانه كفر بكم

ای ترغبوا عن آبائكم۔ تم اپنے باپوں سے منہ نہ پھیرو اس لیے کہ اپنے باپوں سے منہ پھیرنا کفر ہے اور حدیث میں ہے تم اپنے نطفوں کو پسند کرو۔ پس نکاح کرو تم اپنے کفو میں اس کو ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا ہے۔ اور بیہقی اور ابن عدی اور ابن عساکر وغیرہ نے اس کی تصحیح کی اور فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبردار! نہ نکاح کریں عورتوں

قوله عز برهانه لا ترغبوا عن اٰبائكم فانه كفر بكم ان ترغبوا عن اٰبائكم وفي الحديث تخيروا لنطفكم فانكحوا الاكفاء وانكحوا اليهم رواه ابن ماجه والحاكم وصححه البيهقي وابن عدي وابن عساكر وغيرهم وقال عليه السلام الا لا يزوج النساء الا الاولياء ولا يزوجن الا من الاكفاء (رواه البغوي وحسنه والحافظ) وروى الحسن عن الامام الاعظم ابي حنيفة رض بطلانه بلا كفوء وفي المعراج معزيا الى قاضي خان وغيره والمختار للفتوى في زمننا رواية الحسن وفي الكافي والذخيرة وبقوله اخذ كثير من المشائخ وفيه ايضا فسد الباب بالقول بعدم الانعقاد اصلا وفي در المختار يفتي في غير الكفو بعدم جوازه اصلا وهو المختار للفتوى لفساد الزمان وقال شمس الائمه وهذا اقرب الى الاحتياط وفي رد المحتار الرواية المختارة للفتوى مرجح على ظاهر الرواية وفي المساوات وموجب عدم الكفاءة وجود استنقاص عند اهل العرف كافي فتاوى شامي وهندية فان الموجب هو استنقاص اهل العرف فيدور معه (فتح) والحالة هذه فلا يحل لاحد من غير السادات ان يخطب او يتصور ليتنكح مع السيدة الشريفة من اولاد رسول الله صلوٰة الله وسلامه عليه وعلى آله وصحبه وان كان عجميا او عربيا او ذا الجاه كالسلطان والعالم وفي الينابيع والاصح انه ليس كفوا للعلوية وهكذا في الهندية

کا اولیا اللہ کریں عورتیں اپنا نکاح خود مگر اکفاء سے روایت کیا اس کو بغوی نے اور حافظ نے اور اس کو حسن کہا۔ حسن نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ کہ بغیر کفو کے نکاح باطل ہے۔ معراج میں قاضی خان اور اس کے غیر کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہا ہے۔ ہمارے زمانہ میں فتویٰ کے لیے حسن کی روایت معتبر ہے اور کافی اور ذخیرہ میں ہے۔ کہ اس کے قول کو بہت سے مشائخ نے لیا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ ان کے یہ کہہ دینے سے کہ نکاح بالکل منعقد نہیں ہوتا جھگڑے نزاع کا باب بند ہو جاتا ہے۔ در مختار میں ہے۔ غیر کفو میں نکاح کی بابت عدم جواز کے ساتھ فتویٰ دیا جاتا ہے۔ فساد زمانہ کی وجہ سے یہی فتویٰ مختار اور پسندیدہ ہے۔ شمس الائمہ نے کہا ہے۔ یہ قول احتیاط کی طرف زیادہ قریب ہے۔ رد المختار میں ہے۔ وہ روایت فتویٰ کے لیے مختار اور ظاہر روایت کے اعتبار سے مرجح ہے۔ مساوات اور عدم کفائت کا موجب اہل عرف کے نزدیک نقص شان کا وجود ہے۔ جیسا کہ شامی اور ہندیہ میں ہے۔ پس تحقیق موجب وہ اہل عرف کا استنقاص ہے۔ پس یہ حکم اس کے ساتھ دائر ہوتا رہے گا۔

بنا بریں کسی غیر سید کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ سیدۃ کو نکاح کا پیغام دے یا اس کے بارے میں کوئی بات کرے تاکہ اس کے ساتھ نکاح کرے۔ خواہ وہ کوئی کیوں نہ ہو عجمی ہو یا عربی۔ بادشاہ ہو یا عالم (ینابیع) بہت صحیح یہ بات ہے کہ وہ علویہ کا کفو نہیں ہے۔ اور ہندیہ اور در مختار اور قہستانی اور برجندی میں بھی ایسا ہی مسطور ہے۔

بہت صحیح یہ ہے کہ ذی مرتبہ مانند بادشاہ اور عالم کے

والدر المختار والقهستاني وفي البرجندي الاصح
ان ذا الجاه كالسلطان والعالم لا يكون كفوا للعربية
كذا في الطحطاوي وقال صاحب البحر بعد نقل
الاقوال المرجحة المضعفة في الجانب وكلها
تفقهات المشائخ وظاهر ان العجمي لا يكون كفوا
للعربية مطلقا اه وليس هذا الا من جملة اكرام
العرب وهو المطلوب منا شرعا لانهم سكان بلاد
سيد العالمين وخير الخلائق واكرم العباد صلى الله
تعالى عليه وعلى آله وصحبه وسلم وفي الدر المختار
العجمي لا يكون كفوا للعربية ولو كان العجمي عالما
او سلطانا وهو الاصح - فتح عن الينابيع واقره مصنف
التنوير فاذا ثبت هذا للعربية في اسفارنا فما
ظنك للسيدة التي هي فوق العربية بمراتب نحو
قرشية فوقها هاشمية فوقها مطلبية فوقها
علوية فوقها سيدة بنت سيدة النساء فاطمة
الزهراء بنت سيد العالمين صلى الله عليه و
آله وصحبه وسلم وفي الكفاية والكافي والمبسوط
وغيرها وابو حنيفة كان من الموالي فتواضع
ولم ير نفسه كفوا للعرب اه وقال العلامة الشامي
على البحر فيه اختلاف لكن حيث صح ان ظاهر
الرواية انه لا يكافئها فهو المذهب اه وفي
فتاوى علماء الحرمين الشريفين ص۲۵ هـ سطر من
شاء فلينظره وفي بغية المسترشدين ص۲۰۹
مطبوعه مصر (مسئلہ ش) ليس للهاشمي لغير
المنتسب اليه صلى الله عليه وآله وصحبه وسلم

علویہ عورت کا کفو نہیں ہے اور یہ نہیں مگر منجملہ اکرام عرب
سے ہے اور وہ شرعاً ہم سے مطلوب ہے اس لیے کہ وہ
سید العالمین اور خیر الخلائق صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر کے باشندے
ہیں۔ درمختار میں ہے : عجمی عربیہ عورت کا کفو نہیں ہے۔
اگرچہ عجمی عالم ہو یا بادشاہ اور یہ قول اصح ہے (فتح)
اور مصنف تنویر نے اس بات کو ثابت کیا۔ جب ہماری کتابوں
میں عربیہ عورت کے لیے یہ حکم ثابت ہوا تو اے مخاطب
تیرا کیا گمان ہے، سیدہ کے حق میں جو کئی مراتب عربیہ
کے اوپر ہیں۔ مانند قریشیہ کے کہ اس کے اوپر ہاشمیہ ہے۔
اور اس کے اوپر مطلبیہ اور اس کے اوپر علویہ ہے اور اس کے
اوپر سیدہ بنت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا بنت سید العالمین
صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم ہے۔ اور کفایہ اور کافی اور
مبسوط وغیرہ میں ہے۔ اور ابو حنیفہ موالی میں سے تھے
آپ نے اپنے نفس کو عرب کا کفو نہ جانا۔
اور علامہ شامی نے بحر کے حاشیہ پر لکھا ہے۔ اس میں
اختلاف ہے لیکن جہاں ظاہر روایت صحیح ہو وہاں اس کے برابر
کوئی روایت نہیں ہوتی۔ پس مذہب وہی ہے۔ علماء
حرمین الشریفین کے فتاویٰ ص۲۵ میں لکھا ہے جو چاہے
اس میں دیکھ لے اور بغیۃ المسترشدین ص۲۰۹ مطبوعہ
مصر (مسئلہ ش) میں ہے
ہاشمی جو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف
منسوب نہیں ہے۔۔
مثل علی کرم اللہ وجہہ کی ذریت کے جو غیر فاطمہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا سے ہے۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا
کے بطن پاک سے جو اولاد پیدا ہوئی ہے مثل سبطین حسنین رضی اللہ

كذا ذرية علي كرم الله وجهه من غير فاطمة رضي الله تعالى عنها كفؤ لذرية السبطين الحسنين ابني فاطمة الزهراء رضي الله عن الجميع وذالك لاختصاصهم بكونهم ذرية عليه الصلوة والسلام ومنتسبين اي منتسبين اليه في الكفاءة وغيرها ويحمل قولهم ان بني هاشم وبني عبد المطلب اكفاء على غير اولاد السبطين وقوله صلى الله عليه وآله و صحبه وسلم نحن وبنو المطلب شئ واحد على الموالات والفئ وتحريم الزكاة وغيرها اه وفيها ايضا ص۲۱۰ (مسئلہ) شريفة علوية خطبها غير شريف فلا ارى جواز النكاح وان رضيت ورضي وليها لان هذا النسب الشريف الصحيح لا يسامي ولا يرام ولكل من بني الزهراء فيه حق قريبهم وبعيدهم وانى بجمعهم ورضاهم وفي صواعق محرقة للحافظ الامام ابن حجر عسقلاني رح ص۹۵ فلا يكافئ شريفة هاشمي غير شريف اه وفي كشف الغمة للامام عبد الوهاب الشعراني رح وان الله لا يكافئهم في النكاح احد من الخلق اه هكذا في الخصائص والشرف المؤبد ورشفة الصادي ومقامع السنية والاحياء وغيرها والله ورسوله اعلم ــــ حرره خويدم الطلبة العلم ذو الادب سيد محمود الحنفي القادري المشهدي محبوب آبادي الحاضر على اعتاب خير الخلائق وحبيب رب العباد بالمدينة المنورة على منورها ومحرمها الف الف صلوة وتسليمات وعلى

تعالیٰ عنہا کے اس کا کفو نہیں ہے۔ اس اختصاص کی وجہ سے کہ وہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذریۃ اور اولاد ہے۔ اور وہ کفایت اور اس کے غیر میں فضائل سے آپ کی طرف منسوب ہے۔ اور ان کا یہ قول کہ تحقیق بنی ہاشم اور بنی المطلب آپس میں کفو ہیں۔ محمول ہے اولاد سبطین پہ اور حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد کہ ہم اور بنی مطلب شئ واحد ہیں۔ موالات اور فیٔ اور تحریم زکوٰۃ پر محمول ہے۔ اور اس کے ص۲۱۰ میں یہ بھی ہے کہ شریفہ علویہ جس کو غیر شریف نے خطبہ کیا پس میں جواز نکاح کو نہیں دیکھتا اگرچہ وہ اور اس کا ولی راضی ہو اس لیے کہ یہ وہ نسب شریف ہے جس کی بلندی کو نہیں پایا جاتا اور نہ اس کا قصد کیا جاتا ہے۔ اور بنی زہرا میں سے ہر ایک کے لیے حق ہے۔ ان کے قریب کے لیے اور ان کے بعید کے لیے اور تحقیق میں ان کی جماعت کے ساتھ ہوں اور ان کی خوشنودی کے ساتھ۔

صواعق محرقہ میں جو حافظ ابن حجر عسقلانی کی تصنیف ہے لکھا ہے، شریفہ عورت کا ہاشمی جو سادات سے نہ ہو کفو نہیں ہے۔ امام عبدالوہاب شعرانی کی کتاب کشف الغمہ میں ہے خدا کی قسم ہے کہ سیدہ کا ساری مخلوق میں کوئی بھی کفو نہیں ہے۔ اسی طرح خصائص اور اشرف اور مؤید و رشفۃ الصادی اور مقامع السنیہ اور احیاء وغیرہ میں مسطور مذکور ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم۔

حررہ خویدم الطلبۃ العلم ذوالادب سید محمود الحنفی القادری المشہدی محبوب آباد جو کہ مدینہ منورہ میں خیر الخلائق اور حبیب رب العباد کی چوکھٹ پر حاضر ہے ـــــ

آلہ و اصحابہ اجمعین من البرکات۔

الجواب حق فقاعد اہ - بابنی فقیر محمد علی المراد الحنفی النقشبندی مولد یا الشام صماۃ الوارد الحرم المحتوم المکۃ المعظمۃ مبسملا و حامدا و محمدا و مصلیا و مسلما محمدا صلی اللہ علیہ وسلم - الجواب صحیح حق فماذا بعد الحق الا الضلال جزی اللہ تعالیٰ عنا و عن سائر اہل السنۃ والجماعۃ احسن الجزا فانہ افاد و فی افاقنا جاد فقط فقیر ابو المحاسن سید محمد غفرلہ اللہ تعالیٰ الجیلانی ببلدتہ مبارکۃ المدینۃ المنورۃ لیلۃ الجمعۃ الکبیرۃ ہجری مولانا والمدنی ان شاء المولی تعالیٰ - آمین -

(باقی آئندہ)

سلام بحضور خیر الانام

از قاضی شمس الدین صاحب شمس

اے سیّد عالی مقام - اے شاہِ دیں خیر الانام - اے رہنماؤں کے امام
تجھ پہ ہوں لاکھوں ہی سلام - السلام السلام السلام السلام

اے نورِ حق عرش آشیاں - اے زینتِ کون و مکاں - تیرے لیے سارے جہاں
پیدا ہوئے یہی لا کلام - السّلام السّلام السّلام

پر تو ہیں تیرے نور کا - شمس و قمر ارض و سماء - ہر شے میں ہے جلوہ تیرا
بعد از خدا ہے تیرا نام - السّلام السّلام السّلام

لولاک تیری شان ہے - مدحت تیری قرآن ہے - الفت تیری ایمان ہے۔
اللہ خود بھیجے سلام - السّلام - السّلام - السّلام السّلام

جب نورِ حق ظاہر ہوا - حق آ گیا باطل مٹا - بدلی زمانے کی ہوا
بٹنے لگے رحمت کے جام - السّلام - السّلام - السّلام - السّلام

میں اور کچھ نہیں مانگتا - للہ میرے دل میں آ - اُجڑی ہوئی منزل بسا
یہی التجا ہے صبح و شام - السّلام - السّلام - السّلام - السّلام

گو شمس عاصی ہے بڑا - لیکن سہارا ہے تیرا - ہے یہ گدائے بینوا
منظور ہو اس کا سلام - السّلام - السّلام - السّلام - السّلام

صدقات کو مت ضائع کرو!

قرآن کی روشنی میں

مولانا عبدالعزیز مرتضائی نقشبندی : قصور

لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُم بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ كَالَّذِي يُنفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا لَّا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ

(پ ۳ سورۂ بقرہ)

ترجمہ: تم اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور دل دکھا کر اس منافق کی مانند ضائع نہ کرو۔ جو لوگوں کو دکھانے کی خاطر اپنے مال کو خرچ کرتا ہے۔ اور اس کا اللہ اور آخرت کے دن پر بھی ایمان نہیں ہے۔ ریا کے ساتھ صدقات کو باطل کرنے کی مثال صاف پتھر کی مثال کی مانند ہے جس پر مٹی جمی ہوئی ہو۔ اور کسی نے اس پر اگنے کے لیے دانے بکھیر دیئے پھر اس پر موسلا دھار بارش جو پڑی تو اس نے اس کو صاف پتھر کر کے ہی چھوڑا یعنے اس پر جو مٹی جمی ہوئی تھی وہ سب اتر گئی اور نیچے سے پتھر ننگا ہو گیا۔ جو دانے بوئے تھے اس کا پھل حاصل کرنا تو کہیں رہا۔ وہ خود ہی پانی میں بہہ گئے۔ جو چیز انھوں نے کمائی اس سے وہ کچھ بھی حاصل کرنے پر قادر نہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ ہدایت سے انکار کرنے والوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

احسان جتلانا اور دل کا دکھانا صدقہ کو یعنی اس کے ثواب کو ضائع کر دیتا ہے۔ کہتے ہیں نیکی کر اور کنوئیں میں ڈال۔ کسی پر نیکی کر کے پھر اس کو بھول جانا چاہیئے بلکہ بزرگوں نے تو کہا ہے کہ تم فقیر پر اپنے صدقہ کا احسان مت جانو بلکہ اس کا احسان مانو کہ اس نے تمہارے صدقہ کو لے لیا اور تم اس کے اجر و ثواب کے مستحق ہو گئے۔ اگر فقراء و مساکین جو صدقات کے حقدار ہوتے ہیں نہ ہوتے تو بتاؤ پھر تمہارا صدقہ کس طرح ادا ہوتا۔

اپنے ہاتھ سے کما کر کھاؤ

حدیث کی روشنی میں

مولانا عبد العزیز مرتضائی نقشبندی - قصور

عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اطیب ما اکلتم من کسبکم وان اولادکم من کسبکم : (ترمذی)

ترجمہ: حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتحقیق بہت پاکیزہ وہ چیز ہے جو تم اپنے کسب سے کھاتے ہو۔ اور بتحقیق تمہاری اولاد تمہارے کسب سے ہے۔

کسب کے معنی اپنی عقلی اور عملی جائز تدبیروں کے ساتھ رزق کو کمانا۔ رزق کا کما کر کھانا اور اپنی ضرورتوں کا خود کفیل ہونا اس سے بہت بہتر ہے کہ آدمی اپنے خرچ کا دوسرے پر بوجھ ڈالے یا کسی سے سوال کرے کیونکہ ان دونوں صورتوں میں انسان کی جو اللہ کے نزدیک عزت والا ہے، ذلت اور رسوائی ہے۔ جہانتک ممکن ہو انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے عزت کے دامن کو ذلت کی نجاست سے بچائے۔ محنت۔ مزدوری سے کمانا اور کفائت شعاری کے ساتھ روکھی سوکھی روٹی کھائے۔ دوسرے سے بغیر محنت اور مشقت کے احسان کے طور پر مرغ اور بریانی کھانے سے بدرجہا بہتر ہے۔ ایک دفعہ

ایک دفعہ حاتم سے کسی نے پوچھا اپنی عمر میں تو نے اپنے سے زیادہ بلند ہمت والا دیکھا ہے۔ اس نے کہا ہاں ایک مرتبہ میں نے جنگل میں ایک لکڑہارے کو دیکھا کہ اس نے جنگل سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کر ایک گٹھا باندھا ہوا ہے۔ میں نے اس کو کہا تو حاتم کے دستر خوان پر جا کر کیوں نہیں کھاتا تاکہ اس محنت سے آزاد ہو جائے۔ اس نے کہا جو اپنے دست و بازو سے کما کر کھانے کی طاقت رکھتا ہے۔ اس کو حاتم کا احسان اٹھانے کی حاجت نہیں۔ میں انصاف سے کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے بلند ہمت والا ہے۔

اولاد کا کسب سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آخر یہ بھی تو تمہاری کوشش ہی کا نتیجہ ہے۔

• ——— •

موئے مبارک

اور دوسرے تبرکات کی شرعی حیثیت

پاکستان بھر میں ان دنوں کشمیر سے موئے مبارک چرائے جانے پر زبردست احتجاج کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں ایک مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ موئے مبارک اور اسی طرح کے دوسرے تبرکات کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جن چیزوں کی نسبت ثابت ہے۔ ان کا احترام اور ان کی تعظیم بجا لانا کیسا ہے۔ اور اس بارے میں ہمارے سلف صالحین کا عمل کیا ہے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے۔ کہ کسی چیز کو بغیر تحقیق کے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت دے دی جائے، یہ بہت بڑا گناہ ہے اور آپ کی طرف کسی غلط چیز کو نسبت نہیں دی جانی چاہیئے اور اگر کسی کو یہ معلوم ہو کہ آپ کی طرف اس چیز کو غلط منسوب کیا جا رہا ہے۔ تو اس پر لازم ہے۔ کہ وہ اس سے برأت کا اظہار کرے اور لوگوں کو اس میں مبتلا ہونے سے بچانے کی کوشش کرے لیکن اگر مستند روایات سے یہ ثابت ہو کہ یہ ایک امر متحقق ہے تو اس کی تعظیم و تکریم حب رسول کا تقاضا ہے۔ اور صحابہ کرام تابعین، تبع تابعین اس طرح کی ہر چیز پر جان چھڑکتے تھے۔

قاضی عیاض نے لکھا ہے۔ کہ ایک مرتبہ کفار سے آمنے سامنے ہوتے ہوئے حضرت خالد کی کلاہ گر پڑی۔ اس پر انہوں نے اس زور سے حملہ کیا کہ کفار کی صفیں درہم برہم ہوگئیں جنگ ختم ہونے کے بعد جب اس زوردار حملہ کی بات ہوئی تو حضرت خالد نے کہا۔

"اس کا سبب یہ نہ تھا کہ میں اپنی کلاہ کو
بچانا چاہتا تھا، وجہ یہ تھی کہ اس کلاہ
میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ
موئے مبارک تھے، میں نہیں چاہتا تھا
کہ یہ مقدس بال کفار کے ہاتھ لگ جائیں"

صحیح مسلم کی روایت ہے، حضرت اسماءؓ بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس ایک جبہ تھا جو میری بہن ام المومنین حضرت عائشہؓ سے مجھے ملا تھا۔ یہ جبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا، جب کوئی بیمار ہوتا تو ہم اس جبہ کو پانی میں بھگوتے اور یہ پانی مریضوں کو پلاتے اور مریض شفایاب ہو جاتے۔

اسی طرح صحیح بخاری کی روایات ہے۔ حضرت عثمان بیان کرتے ہیں۔ کہ ام المومنین ام سلمہؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند موئے مبارک تھے جنہیں ام المومنین نے چاندی کی نلکی میں بند کر رکھا تھا جب کسی کو نظر لگتی یا تکلیف ہوتی وہ آپ کے پاس آتا تو آپ

ان کو پانی میں ڈالتیں وہ پانی مریض کو دیا جاتا جس سے وہ شفایاب ہو جاتا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے خود وہ بال دیکھے تھے۔ ان کی رنگت سرخ تھی۔

بالوں کی سرخ رنگت کے ضمن میں محدثین کے ہاں یہ مسئلہ زیر بحث آیا ہے۔ اور مستند رائے یہ ہے کہ بالوں کی سرخی بالوں کے زیادہ پک جانے کی وجہ سے تھی آپ کی صحت بھی ایسی تھی کہ عمر کے بالکل آخری حصہ میں سارے سر میں صرف کنپٹیوں کے تقریباً بیس بال سفید تھے۔

صحت کا راز

طب جدید ہو یا قدیم۔ ہر دو کے ماہرین کا نظریہ یہ ہے کہ بال زیادہ تر فکر مندی کی بنا پر سفید ہوتے ہیں اور افکار وقت سے پہلے آدمی کو بوڑھا کر دیتے ہیں۔ خود ہمارے ہاں موجودہ وقت میں صحت کے تباہ ہونے اور جوانی میں بڑھاپا آجانے کا ایک بہت بڑا سبب یہی ہے۔ کہ لوگوں کو طرح طرح کی فکروں نے گھیر رکھا ہے۔

مگر جن کے کندھوں پر دونوں جہانوں کا بوجھ لدا ہے۔ جنہیں اہل ایمان ہی کا غم نہیں۔ کفار کا بھی غم ہے اور قرآن کہتا ہے کہ آپ تو ان کی فکر میں اتنے گھلے جاتے ہیں کہ خطرہ ہے۔ کہیں اپنے آپ کو ہلاک ہی نہ کر دیں بے شک فکر آپ کے حصے میں آئے اتنے پہلوں کو نہ بعد میں آنے والوں کو لاحق ہو سکتے ہیں مگر سبحان اللہ اس کے باوجود صحت کا یہ عالم ہے۔ کہ ۶۳ سال کی عمر میں بھی بال صرف بیس کے قریب سفید ہوئے

بات دور جا پہنچی میں عرض یہ کر رہا تھا۔ کہ صحابہ کرام اُن چیزوں کا کیا احترام کرتے تھے۔ جن کی نسبت آپ کی طرف ثابت ہوتی تھی۔

اس طرح کا ایک واقعہ اور بھی ہے۔ ایک صحابیہ بیان کرتی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے دروازے کے ساتھ پانی کا ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا۔ آپ نے اس مشکیزہ سے منہ لگا کر پانی پیا، جب آپ تشریف لے گئے۔ تو میں نے مشکیزہ کا وہ حصہ کاٹ کر ۔ ۔ ۔ ۔ محفوظ کر لیا جہاں آپ نے لب مبارک لگائے تھے۔

یہ صرف صحابہ کرام کی محبت ہی نہ تھی۔ جس کا اظہار وفور شوق میں بلا اجازت ہو جاتا تھا۔ رسول دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اچھی طرح باخبر تھے۔ اور مستند ترین روایات سے ثابت ہے کہ آپ صحابہ کرام کے ذوق و شوق کی تسکین کے لئے کبھی کبھی خود بھی اس کے اسباب مہیا فرما دیتے تھے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ آخری حج کے موقعہ پر قربانی دینے کے بعد حجام آیا۔ آپ نے اس کی طرف دہنی کنپٹی کی۔ جب اس کے بال اتر چکے تو آپ نے حضرت ابوطلحہ کو بلایا اور بال ان کے حوالے کر دیئے۔ اس کے بعد بائیں کنپٹی سے بال اترے۔ وہ بال بھی آپ نے حضرت ابوطلحہ کے سپرد کر دیئے اور فرمایا۔ کہ انہیں لوگوں میں تقسیم کر دو۔

ظاہر ہے کہ حسب فرمان یہ موئے مبارک صحابہ کرام میں تقسیم ہوئے ہوں گے۔ اور آپ کے وصال کے بعد صحابہ کرام جہاں جہاں پہنچے ہوں گے (اور تاریخ بتاتی

ہے کہ وہ کہاں نہیں پہنچے) وہاں وہاں موئے مبارک بھی ضرور پہنچے ہوں گے۔ کیونکہ یہ بات میں حضرت خالد کے واقعہ کے ضمن میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ صحابہ کرام آپ کے موئے مبارک کی حفاظت اپنی جان سے بڑھ کر کرتے تھے۔ اس لئے ان کا محفوظ رہنا اور نسل در نسل منتقل ہوتے چلے جانا کوئی عجب بات نہیں۔

یہ ہے موہائے مبارک سے مسلمانوں کے تعلق کا پس منظر۔ اس سے آپ بآسانی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مسلمانوں کے نزدیک ان تبرکات کی کیا حیثیت ہے یہ بات اپنی جگہ صحیح بھی ہے اور اہم بھی کہ ان تبرکات کے نام پر بدعادت کی گرم بازاری نہیں ہونی چاہیئے۔ اس سے ہم حضور کی خوشنودی کی بجائے ان کی ناراضگی مول لیتے ہیں۔ مگر میری ان معروضات سے آپ نے یہ بخوبی سمجھ لیا ہوگا۔ کہ جن چیزوں سے تعلق معتبر ذرائع سے ہم تک پہنچا ہے۔ مسلمانوں کا کوئی مکتب خیال ان کی عقیدت اور محبت رکھنے کے معاملے میں اختلاف نہیں رکھتا۔

کشمیر میں موئے مبارک

کشمیر میں جس موئے مبارک کی چوری پر احتجاج کا طوفان برپا ہے۔ یہ شاہجہان کے زمانے میں آپ کے روضۂ اقدس کا ایک مجاور ہندوستان میں لے کر آیا اور اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے عہد میں انہیں پہلے عام زیارت کے لئے اجمیر شریف میں رکھا پھر انہیں کشمیر میں منتقل کیا گیا۔ (اورنگ زیب عالمگیرؒ جیسے محتاط اور بدعات وغیرہ کے مقابلے میں شمشیر برہنہ بادشاہ نے یہ اہتمام کیا تو ظاہر ہے کہ ان کا پایۂ اسناد ہر قسم کے اشتباہ سے خالی ہے) یہی موئے مبارک حضرت بل کی درگاہ میں محفوظ تھا۔

حضرت بل کی وجہ تسمیہ کے بارے میں اہل کشمیر دو وجہ بیان کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ بل کشمیری زبان میں جھیل کے کنارے کو کہتے ہیں اور چونکہ یہ درگاہ جھیل کے کنارے واقع تھی اس لئے حضرت بل کہا جاتا ہے۔ دوسرا خیال یہ ہے کہ بل "بال" کا مخفف ہے اور حضرت بل کا مطلب ہے رسول دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم کا مبارک بال۔

حضرت بل کشمیری مسلمانوں کا مرکز اجتماع تھا تحریک آزادی کشمیر کا آغاز شیخ عبداللہ نے ۱۹۳۰ء میں اسی مقام سے کیا تھا۔ اور کشمیری مسلمانوں نے اب تک جتنی بھی تحریکیں چلائیں ان کا مرکز یہی مقام رہا۔ بھارتی ڈوگرہ شاہی راج کی نظر میں یہ مرکز بری طرح کھٹک رہا تھا۔ اور موئے مبارک کی چوری اسی مرکز اجتماعیت کو ختم کرنے کی ایک ناپاک سازش ہے۔

(بشکریہ کوہستان)

ارتحال :- مسماۃ نور فاطمہ دختر صوفی محمد اکبر صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ مرحومہ بڑی حیا دار اور دیانتدار پابند صوم و صلوٰۃ تھی۔ عمر تقریباً ۲۱ - ۲۲ سال تھی۔ تعلیم یافتہ خاتون تھی۔

قارئین رسالہ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

—مدیر

حضرت جامی کی نعت کا اردو منظوم ترجمہ

ہے یہ عارض یا قمر یا کہ گلِ لالہ ہے یہ!

از: الحاج حضرت عبدالرشید خاں صاحب ارشد رحمانی

ہے یہ عارض یا قمر یا کہ گلِ لالہ ہے یہ
یا شعاعِ شمس یا آئینہ دل آرا ہے یہ

زلف ہے، زنجیر یا قلاب یا مشکِ ختن
سنبلِ تر یا سمن یا عنبرِ سارا ہے یہ

تیری ابرو طاق یا محراب یا قوسِ قزح
یا ہلالِ عید یا کہ ماہ دل افزا ہے یہ

چشمِ جادو ہے کہ آہو یا کہ ہے صیادِ خلق
یا دو بادامِ سیاہ یا نرگسِ شہلا ہے یہ

ڈبہ گوہر کا ہے یا سرچشمۂ آبِ حیات
یا دہن یا میم یا طوطیٔ شکر خا ہے یہ

تیرا قد ہے یا الف یا سرو یا نخلِ مراد
یا مگر گلدستۂ باغِ جناں آرا ہے یہ

تیرا کوچہ کعبۂ یا فردوس یا خلدِ بریں
یا گلستانِ ارم یا جنت الماوا ہے یہ

اللہ اللہ مہرِ تاباں یہ ہے یا ماہِ تمام
یا فرشتہ یا پری یا شوخِ بے پروا ہے یہ

قمریٔ باغِ جناں ہے جامیؒ شیریں بیاں
بلبلِ بے خانماں یا ارشدِ شیدا ہے یہ

از مدیر مسئول

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپکے نام کیساتھ پکارنا منع ہے

سوال :- کیا حضور پرنور شافع یوم النشور احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کے اسم شریف محمد یا احمد کے ساتھ یا آپ کی کنیت ابوالقاسم کے ساتھ پکارنا جائز ہے یا نہیں

الجواب هو الموفق للصواب

حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اعزازات وتکریمات ومحامد ومحاسن وہ ہیں جن میں آپ جملہ انبیاء و رسل سے منفرد اور یکتا و یگانہ ہیں ایسے اعزازات کو کتب سیر میں آپ کے خصائص کا عنوان دیا گیا ہے. یعنی یا امور وہ ہیں جو حضور کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ مختص ہیں اور آپ ہی کی شان کے لائق ہیں۔ آپ کے غیر میں ان کا وجود نہیں علامہ بوصیری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے قصیدہ بردہ میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے ۔ ؎

منزہ عن شریک فی محاسنہ

فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات اپنی خوبیوں میں شریک سے منزہ ہیں. اللہ تعالےٰ نے آپ کو جس حسن کے ساتھ نوازا ہے وہ غیر منقسم ہے یعنی اس سے کسی نبی اور رسول کو بہرہ ور نہیں کیا گیا

آپ کی منجملہ توقیرات وتعظیمات خاصہ سے ایک یہ ہے کہ آپ کو نام کے ساتھ پکارنے سے ہم سب کو روک دیا ہے۔ لاتجعلوا دعاء الرسول کدعاء بعضکم بعضاً۔ اے مسلمانو! تم رسول کے پکارنے کو آپس میں ایک دوسرے کو پکارنے کی مانند نہ کرو۔ یعنی تمہارے لئے یہ تو جائز ہے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو اس کے نام سے پکارو۔ مگر میرے پیارے محبوب حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کے نام کے ساتھ پکارنا جائز نہیں ہے ۔ اگر آپ کو بھی آپ کے نام کے ساتھ پکاریں گے۔ تو پھر آپ کے پکارنے کو، آپس میں ایک دوسرے کو پکارنے کی مانند کر دیا ۔ اس سے اللہ تعالےٰ نے لاتجعلوا کہہ کر منع فرما دیا ہے ۔

قرآن پاک میں بھی آپ کے لئے اللہ تعالےٰ نے حالانکہ اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے رسول کو اس کے نام کے ساتھ خطاب کرے ۔ اسی اعزاز و اکرام کے پیش نظر کہیں بھی آپ کو نام کے ساتھ خطاب نہیں کیا۔ حالاں کہ جملہ انبیا کو یا آدم یا موسےٰ یا ابراہیم یا نوح یا عیسےٰ یا ذکریا یا یحییٰ کہہ کر خطاب کیا ہے۔ اور جہاں اپنے پیارے حبیب کو خطاب کیا تو فرمایا یا ایھا النبی یا ایھا الرسول یا ایھا المزمل یا ایھا المدثر یاسین ، طٰہٰ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں بعض ایسا ہذار جو دیہات وصحرا کے رہنے والے تھے اور آداب مصطفائی سے آشنا نہیں تھے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ کو یا محمد کہہ کر خطاب کرتے .خداوند عالم کو ان کا یہ

انداز تخاطب پسند نہ آیا۔ فوراً آیت مذکورہ نازل کر کے اس سے روک دیا۔ ہماری اس وضاحت کے بعد ہمارے دوستوں کا یہ کہنا کہ اگر یا محمد کہنا جائز نہیں تو مسجدوں میں کیوں لکھا ہوا ہوتا ہے۔ یا ضلع منٹگمری کے ایک چک میں ایک بکری نے بچہ دیا تو اس کے پہلو پر یا محمد لکھا ہوا تھا۔ کیوں لکھا ہوا تھا۔ اس قسم کی چیزیں قرآن کی تصریحات کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں اور نہ ہی یہ چیزیں جنکو ہمارے بعض دوست پیش کرتے ہیں۔ مسائل شرعیہ کے اثبات کے لئے حجت کا مقام رکھتی ہیں۔ اگر ایک غلط چیز کا رواج ہو جائے۔ تو وہ اس کے صحیح ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح امور تکوینیہ بھی حجت اور دلیل نہیں ہو سکتے۔ اور مناہی اور کشفی امور بھی حجت نہیں ہیں۔ ہمارے لئے حجت، قرآن، حدیث، اجماع امت اور آئمہ مجتہدین کی آراء ہیں۔ جہاں جو بھی مسئلہ ہوگا وہ ان میں سے کسی ایک کے ساتھ ثابت ہوگا۔ جو ان سے خارج ہو وہ قابل اخذ و قبول نہ ہوگا۔ اب ہم ذیل میں اس مسئلہ کے اثبات میں مفسرین اور علماء محققین کے اقوال کو پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو قلب سلیم اور فہم مستقیم عطا فرمائے آمین۔ ثم آمین۔

تفسیر خازن صفحہ ۳۴۳ لا تدعوہ باسمہ کما یدعو بعضکم بعضا یا محمد یا عبد اللہ ولکن فخموہ وعظموہ وشرفوہ وقولوا یا نبی اللہ ...... یا رسول اللہ فی لین وتواضع۔ جس طرح تمہارا بعض بعض کو نام سے کر پکارتا ہے۔ اس طرح تم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ کے نام کے ساتھ یا محمد یا عبد اللہ کہہ کر مت پکارو۔ بلکہ آپ کی عزت و قدر و منزلت کا اظہار کرو اور یا نبی اللہ یا رسول اللہ عاجزی اور نرمی کے ساتھ کہو۔

تفسیر مدارک بر حاشیہ خازن صفحہ مذکور۔ ولا تسمیتہ وندائہ بینکم کما یسمی بعضکم بعضا وتنادیہ باسمہ الذی سماہ ابواہ فلا تقولوا یا محمد ولکن یا نبی اللہ یا رسول اللہ مع التوقیر والتعظیم بالصوت المخفوض۔ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لینا اور آپ کا پکارنا تمہارے درمیان اس طرح نہ ہو جس طرح تمہارا بعض بعض کو اس کے اس نام سے پکارتا ہے۔ جو اس کے ماں باپ نے اس کا رکھا ہے پس تم یا محمد نہ کہو۔ اور لیکن کہو یا رسول اللہ یا نبی اللہ ساتھ توقیر اور تعظیم اور دھیمی آواز کے۔

تفسیر جلالین صفحہ ۴۲۲ بان تقولوا یا محمد بل قولوا یا نبی اللہ یا رسول اللہ فی لین وتواضع وخفض صوت، تم آپ کو یا محمد نہ کہو بلکہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہو۔ نرمی اور عاجزی اور دھیمی آواز میں۔

صاوی حاشیہ جلالین۔ لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم ای نداءہ بمعنی لا تنادوہ باسمہ فتقولوا یا محمد ولا بکنیتہ فتقولوا یا ابا القاسم بل نادوہ وخاطبوہ بالتعظیم والتکریم والتوقیر بان تقولوا یا رسول اللہ یا نبی اللہ یا امام المرسلین یا رسول رب العالمین یا خاتم النبیین وغیر ذالک واستفید من الآیۃ لا یجوز نداءہ النبی بغیر ما یفید التعظیم لا فی حیاتہ ولا بعد وفاتہ فبھذا یعلم ان من استخف بجنابہ صلی اللہ علیہ وسلم فھو کافر فی الدنیا والآخرۃ۔

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو آپ کے نام کے ساتھ یا محمد کہہ کر نہ پکارو اور نہ آپ کو آپ کی کنیت کے ساتھ یا ابا القاسم کہہ کر پکارو بلکہ تم آپ کو پکارو اور خطاب کرو تعظیم و تکریم اور توقیر کے ساتھ بایں طور کہ کہو یا رسول یا نبی اللہ یا امام المسلمین یا رسول رب العالمین یا خاتم النبیین اور سوا اس کے اور القاب و خطابات سے اس آیت سے یہ سمجھائی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی چیز کے ساتھ جو تعظیم کا فائدہ نہ دے پکارنا جائز نہیں ہے۔ نہ آپ کی حیات میں نہ آپ کی وفات کے بعد۔ پس اس سے معلوم ہوا۔ کہ جس کسی نے آپ کے حق میں گستاخی کی اور آپ کی شان کو گھٹایا وہ کافر ہے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

تفسیر بیضاوی ص ۹۲ ج ۲ وقیل لا تجعلوا ندائہ وتسمیتہ کنداء بعضکم بعضاً باسمہ و رفع الصوت بہ والنداء وراء الحجرات ولکن بلقبہ المعظم مثل یا نبی اللہ ویا رسول اللہ مع التوقیر والتواضع وخفض الصوت۔

تم آپ کے پکارنے اور نام لینے کو اس طرح نہ کرو جس طرح تمہارا بعض بعض کو اونچی آواز سے اس کے نام کے ساتھ اور کمرے کے پیچھے سے پکارتا ہے۔ لیکن آپ کو آپ کے لقب معظم مثل یا نبی اللہ یا رسول اللہ کے عزت اور عاجزی اور دھیمی آواز کے ساتھ پکارو۔

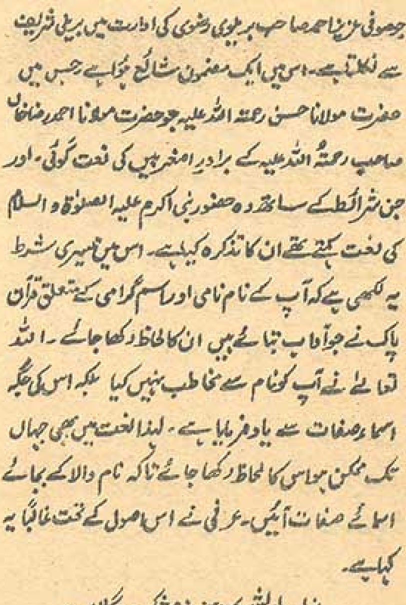
مدارج النبوت ص ۱۲۳ ج ۱ حضرت شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں واز آں جملہ آں ست حرام گردانیدہ شد بر امت ندا کردن آنحضرت باسم چنانکہ فریاد کنند یا محمد چنانچہ امثال خود میکنند قال اللہ تعالیٰ لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً۔ مگر وا نید خواندن رسول خدا را مانند خواندن بعضے از شما بعضے را۔ یعنی بنام خواندن و آواز بلند کردن و بگوئید یا رسول اللہ یا نبی اللہ با توقیر و تواضع و خفض صوت۔ حضور علیہ الصلوٰۃ کی خوبیوں سے جو آپ کی ذات کے ساتھ مختص ہیں۔ ایک یہ ہے۔ کہ امت پر آپ کا نام لے کر آپ کو پکارنا حرام کر دیا گیا ہے جیسے کہ کوئی کہے یا محمد۔ جس طرح کہ وہ اپنے جیسوں کے ساتھ کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً۔ تم نہ کرو رسول خدا کا پکارنا مانند پکارنے تمہارے بعض کے بعض کو لینے نام کے ساتھ پکارنے اور آواز کو بلند کرنے کے ساتھ۔ تم یوں کہو یا رسول اللہ یا نبی اللہ توقیر اور تواضع اور پست آواز کے ساتھ۔

شفا شریف ص ۵ ج ۱ میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ان اللہ تعالیٰ خاطب جمیع الانبیاء باسمائہم فقال یا آدم یا نوح یا ابراہیم یا موسیٰ یا داؤد یا عیسیٰ یا زکریا یا یحییٰ ولم یخاطب ھو الا یا ایہا الرسول یا ایہا النبی یا ایہا المزمل یا ایہا المدثر

آپ کے خصائص سے یہ ہے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو ان کے ناموں کے ساتھ خطاب کیا پس کہا یا آدم یا نوح یا ابراہیم یا موسیٰ یا داؤد یا عیسیٰ یا ذکریا یا یحییٰ اور آپ کو خطاب نہیں کیا۔ مگر یا ایہا الرسول یا ایہا النبی یا ایہا المزمل یا ایہا المدثر کے ساتھ۔

رسالہ نوری کرن ماہ اکتوبر ۱۹۶۳ء


جھوٹی عزیز احمد صاحب بریلوی رضوی کی ادارت میں بریلی شریف سے نکلتا ہے۔ اس میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں حضرت مولانا حسن رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے برادر اصغر ہیں کی نعت گوئی۔ اور جن شرائط کے ساتھ وہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ و السلام کی نعت کہتے تھے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اس میں تیسری شرط یہ لکھی ہے کہ آپ کے نام نامی اور اسم گرامی کے متعلق قرآن پاک نے جو آداب بتائے ہیں ان کا لحاظ رکھا جائے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو نام سے مخاطب نہیں کیا بلکہ اس کی جگہ اسماء صفات سے یاد فرمایا ہے۔ لہذا النعت میں بھی جہاں تک ممکن ہو اس کا لحاظ رکھا جائے تاکہ نام والا کے بجائے اسمائے صفات آئیں۔ عرفی نے اس اصول کے تحت غالباً یہ کہا ہے۔

ہزار بار بشویم دہن زمشک وگلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

ماہنامہ سالک ماہ جنوری جو حضرت مولانا شاہ عارف اللہ صاحب مدظلہ العالی کی زیر ادارت راولپنڈی سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں "یا رسول اللہ" کے نعرہ کے جواز و اثبات میں کئی تفسیروں کے حوالوں سے لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یا رسول اللہ کہہ کر پکارنا چاہیئے۔ جن تفسیروں کی عبارتیں پیش کی ہیں ان میں سے بعض وہی ہیں۔ جن کے نام ہم نے اوپر بتائے ہیں ان کے علاوہ تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی صد ۱۳۲ ج ۲ تفسیر جامع البیان صد ۳۰ تفسیر جمل مطبوعہ مصر صد ۲۴۲ ج ۳ کے حوالے بنقل عبارات اس پر مستزاد ہیں۔

موضح القرآن ملاحظہ ہو شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لا تجعلوا دعاء الرسول کے تحت لکھتے ہیں۔ پکارنا انہا را خاص رسول کو چاہیئے کہ مانند پکارنے آپس کے نہ ہووے کہ اکیلا نام لو بلکہ چاہیے کہ ادب و تعظیم کے ہووے۔ جیسا کہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ اس واسطے کہ خدا نے سب پیغمبروں کو ساتھ ندا کے نشان خطاب کا کیا ہے۔ اور اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کو ساتھ ندائے کرامت کے۔

استاذی و مخدومی وشیخی زبدۃ الاولیا سراج الملت مولانا پیر سید محمد حسین شاہ صاحب قدس سرہ العزیز علی پوری اپنی مبارک تصنیف افضل الرسل کے صد ۲۳ میں لکھتے ہیں۔

خداوند عالم جل جلالہٗ وعز برہانہ نے قرآن مجید میں اپنے حبیب کی تسلی کے لئے جہاں کہیں انبیاء کرام کے حالات بیان کئے ہیں وہاں ظاہر کیا گیا ہے کہ ہم اپنے برگزیدہ پیغمبروں کو ان کے ناموں سے پکارتے تھے۔ مثل یا آدم یا نوح یا ہود یا موسیٰ یا عیسیٰ۔ لیکن حضرت رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جہاں کہیں قرآن شریف میں کسی حکم سے یاد کیا گیا ہے آپ کا اسم گرامی بطور منادی نہیں پکارا گیا بلکہ بطور کنایہ، یا ایہا النبی یا ایہا الرسول یا ایہا المزمل یا المدثر سے آپ کو یاد کیا گیا ہے۔ ان دونوں صورتوں میں جو تفاوت ہے وہ آپ ملاحظہ فرما لیویں۔

واللہ اعلم وعلمہ اتم





انسان کی نجات ایمان اور عمل صالح پر موقوف ہے اور نجات کامل کے لئے تنہا ایمان کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ عمل صالح کی بھی ضرورت ہے۔ قرآن پاک میں فرمایا فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ۔ اور جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے وہ جنت النعیم میں یعنی بہشت میں ہوں گے۔

قرآن مجید میں جہاں ایمان کا ذکر ہے وہاں عمل صالح کا بھی ذکر ہے اور تھوڑے تھوڑے لفظی تغیر کے ساتھ ۵۰ جگہ یہ فرمایا گیا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔

جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام کئے

اس سے واضح ہوا کہ ایمان کے بغیر عمل کا کوئی اعتبار نہیں اور نجات کامل کے لئے ایمان کے ساتھ بہر حال عمل صالح کا ہونا بھی ضروری ہے۔ سورہ فتح میں فرمایا وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ اللہ نے ان میں سے جو ایمان لائے اور نیک کام کئے مغفرت اور بڑے انعام کا وعدہ کیا ہے۔

ظاہر ہوا کہ آخرت کی مغفرت اور بڑا اجر صرف ان کے لئے ہے جس کے پاس ایمان کے ساتھ عمل صالح بھی ہو۔ ایمان عمل کے لئے بنیادی حیثیت حاصل ہے مگر قرآن پاک میں جابجا تصریح ملتی ہے کہ جنت کے اصل حقدار وہی ہیں جو ایمان کے بعد عمل سے بھی آراستہ ہوں اور جو عمل سے محروم ہیں وہ استحقاق سے بھی محروم اِلّا یہ کہ اللہ کریم بخشش فرمائے۔

اعمال صالح میں عبادت کو ایک خصوصی مقام حاصل ہے اور کیوں نہ ہو۔ خلقت انسانی کی غرض و غایت ہی عبادت الٰہی ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝

ہم نے انسانوں اور جنوں کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ ہماری عبادت کریں۔

عبادات میں نماز روزہ زکوٰۃ اور حج کو ارکان اسلام ہونے کا شرف حاصل ہے اور اسلام کی عبادت کا پہلا رکن نماز ہے۔ ایک حدیث کا مضمون ہے۔ نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز کو قائم کیا۔ اس نے دین کو قائم کیا۔ اور جس نے نماز کو چھوڑا۔ اس نے دین کو منہدم کیا

نماز کی پابندی

عقیدہ کی صحت کے بعد سب سے بڑا اور اہم فرض نماز ہے۔ روزانہ پانچ

وقت کی نماز ہر مسلمان پر فرض ہے۔ قرآن پاک میں کئی جگہ اس کے پڑھنے کا حکم آیا ہے۔ اس کے ادا کرنے میں سستی اور کاہلی نفاق کی علامت اور اس کا ترک کفر کی نشانی بتائی گئی ہے۔

قیامت کے دن سب سے پہلے نماز ہی کا سوال ہوگا۔

دنیا میں کوئی پیغمبر ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی امت کو نماز کی تعلیم اور تاکید نہ فرمائی ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو مکہ کی ویران سرزمین میں آباد کیا تو فرمایا

رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ (ابراھیم ۶)

الٰہی تاکہ وہ نماز قائم کریں۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق قرآن مجید میں ہے فرمایا:

وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ (مریم ۴)

وہ اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم دیتے تھے۔

حضرت لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہیں:

يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلٰوةَ

اے میرے بیٹے نماز قائم کر۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَأَوْصَانِي بِالصَّلٰوةِ

خدا نے مجھ کو نماز کا حکم دیا ہے۔

مگر ہماری حالت

یہ ہے کہ ہم نماز کی اہمیت کو محسوس نہیں کرتے ہیں۔ کوئی تو ہم میں سے صرف صبح کی نماز پڑھتا ہے اور کوئی صرف جمعہ کی نماز پڑھ کر یہ سمجھ لیتا ہے کہ بس فرض سے سبک دوش ہوگئے اور بعض تو بالکل ہی نماز ادا نہیں کرتے۔ آخر ایسا کیوں ہے۔ کیا پانچ وقت کی نماز فرض نہیں ہے۔ اگر ہے تو پھر صرف صبح کی یا جمعہ کی نماز کے کیا معنی۔

سب فرضوں سے اہم فرض نماز کی نگہداشت ہے

قرآن مجید میں نماز پابندی سے ادا کرنے کا حکم آیا ہے۔ فرمایا۔

وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ

وہ اپنی نماز کی نگہداشت کرتے ہیں۔

وَالَّذِينَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ

جو اپنی نماز ہمیشہ ادا کرتے ہیں۔

وَالَّذِينَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ

اور کامیاب ہیں جو اپنی نمازوں کی نگہداشت کرتے ہیں

اور ہم اس کے برعکس

ہم جب سینما جاتے ہیں، میلوں کرکٹ کے میچوں، لہو و لعب کی مجلسوں میں شریک ہوتے ہیں تو نماز کی پابندی نہیں کرتے۔ بیاہ شادی کی مصروفیت کی وجہ سے نماز کی پرواہ نہیں کرتے کیا ان موقعوں پر نماز فرض نہیں ہوتی۔ بھائیو! سوچو۔ خدا کے فرض کی اہمیت محسوس کرو اور خدا کے غضب سے ڈرو۔

ڈرو اس وقت سے جو آنے والا ہے!

قرآن مجید کا اعلان ہے کامیاب وہ ہوا جس نے پاکی حاصل کی۔ اور خدا کا نام لیا اور نماز پڑھی۔ اور فرمایا جو لوگ میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں ذلیل و خوار جائیں گے۔

قیامت کے دن جنتی دوزخیوں سے پوچھیں گے

تمہیں کون سی چیز جہنم میں لے گئی۔ وہ جواب دیں گے۔

قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ۔

ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔

مسلمان کی یہ شان نہیں ہے کہ اس کی پیشانی خدا کے سامنے نہ جھکے۔ اس کا دل خدا تعالیٰ کی پرستش سے لذت آشنا نہ ہو۔ اس کی زبان خدا کریم کی تسبیح و تحمید کے ذائقہ سے اور اس کی آنکھیں شب بیداری کی لذت سے محروم ہوں بلکہ مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ عبادت الٰہی اس کے ہر کام کا مقصد بن جائے۔ اس کی پیشانی خدا کے سامنے جھکے۔ اس کی زبان اللہ کی حمد و ثنا کی لذت کے سوا دنیا کی کوئی لذت پسند نہ کرے۔ اس کی آنکھیں شب بیداری کے منظر کی طالب ہوں۔ اس کی روح یاد الٰہی کی تڑپ کے سوا اور کسی چیز سے تسلی نہ پائے۔ اٹھتے، بیٹھتے، چلتے پھرتے غرضیکہ ہر حال میں خدا کی یاد کے لئے بے قراری ہو

یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علیٰ جنوبہم رجالٌ لا تلہیہم تجارۃٌ و لا بیعٌ عن ذکر اللہ۔

دنیاوی کاروبار کی مشغولیتیں بھی انہیں نماز سے غافل نہ کر سکیں۔ ایسے لوگ جن کو دنیاوی کاروبار اور خرید و فروخت کا شغل خدا کی یاد سے غافل نہیں کرتا۔

یہ ہے مومن کی شان اور مومن کی پہچان۔!

نمک مرچ کی کمی زیادتی پر بیوی سے جھگڑا ہم جب تھکے ہوئے رات کو گھر پہنچتے ہیں۔ تو بیوی سے جھگڑا کرتے ہیں۔ کھانا تیار کیوں نہیں ہوا۔ نمک مرچ کی کمی زیادتی پر ناراض ہوتے ہیں۔ بیٹا کما کر نہ لائے تو اسے سرزنش کرتے ہیں۔ ملازم وقت پر نہ لائے تو اسے ٹوکتے ہیں اپنے حقوق کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ وہ اپنی حق تلفی پر لال پیلے ہو جاتے ہیں۔ لیکن خدا کے حق (نماز) کے متعلق نہ اپنے بچوں سے کچھ کہتے ہیں۔ نہ بیوی سے۔ نہ ملازم سے۔ نماز پڑھے یا نہ پڑھے ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔ کیا خدا کے حق کی اتنی بھی اہمیت نہیں ہے۔ خدا کے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم اپنے ماتحتوں کے ذمہ دار ہو اور تم سے قیامت کے دن ماتحتوں کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی۔

(خلاصہ بخاری شریف)

غرضیکہ اسلام آپ سے یہ چاہتا ہے کہ آپ نماز پڑھیں نماز کی حفاظت کریں ہمیں نماز کی پابندی کو اپنے تمام فرائض سے اہم سمجھیں اور اپنے اہل و عیال بیوی بچوں ملازموں اور ماتحتوں کو بھی نماز کی طرف بلائیں۔ انہیں نماز پڑھائیے اور اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے کی ترغیب دیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل صالح کی توفیق دے۔

آمین! ثم آمین!!

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

بقیہ عدل جہانگیر

ام التلبیس ابلیس از حضرت مولانا علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

کتاب رود کوثر اور تلبیس ابلیس اور بالخصوص آب کوثر میں

یہ ضروری اعلان درج ہے کہ آکر تزدید

طیبہ کی گلیوں میں

قمر یزدانی پنوانہ ضلع سیالکوٹ

ہے جلوہ ریز نورِ مصطفیٰ طیبہ کی گلیوں میں ؛ نظر آتا ہے بے پردہ خدا طیبہ کی گلیوں میں
چلو اے میگسارو! بادۂ وحدت کے متوالو؛ کہ ہے میخانۂ عرفاں کھلا طیبہ کی گلیوں میں
پیامِ شوق لیجانا مرا دربارِ عالی میں؛ ہو گر جانا ترا بادِ صبا! طیبہ کی گلیوں میں
وہیں ہو گا تمہارے درد کی تسکین کا ساماں؛ کھلا ہے عاشقو! دار الشفا طیبہ کی گلیوں میں
فضائیں نغمۂ صلِّ علیٰ سے کیف ساماں ہیں؛ زبان و دل ہیں مصروفِ ثنا طیبہ کی گلیوں میں
تجلی سے ہوئے جس کی مہ و خورشید افگن، وہی ہے نورِ حق جلوہ نما طیبہ کی گلیوں میں

قمرؔ دیکھوں ان آنکھوں سے دیارِ پاک کے جلوے
اگر مجھ کو بھی پہنچا دے خدا طیبہ کی گلیوں میں

حلقۂ ذکر:۔ کوہاٹ میں حلقہ ذکر ہر جمعہ کے دن بعد از نماز جمعہ بابو غلام حسین صاحب کے مکان پر ہوتا ہے۔ تلاوت قرآن مجید ختم شریف خواجگان شجرہ شریف ملفوظات شریف پڑھکر سنائے جاتے ہیں اور نعت خوانی ہوتی ہے۔

وہ پھرتے تھے راتوں کو چھپ چھپ کے   کہ سن شہ مانیں اپنا کہیں عیب سنکر

عدلِ جہانگیری

مولانا نور احمد خانصاحب فریدی

بچپن سے یہ بات میرے لاحظہ سے گذر رہی تھی کہ مظلوم آدمیوں کو بادشاہ تک پہنچنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا اور جو عرض بیگی باہر کی رپورٹیں حضور میں عرض کرنے پر مقرر ہیں۔ وہ بڑی رشوتیں لینے کے باوجود بھی صحیح واقعہ بادشاہ کی خدمت میں نہیں پہنچنے دیتے۔ اس سے بادشاہ کو دادرسی میں دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میرے والد ماجد (اکبر اعظم) نے درشن کا طریقہ اسی غرض سے جاری کیا تھا۔ کہ اگر کسی کو براہ راست اپنے بادشاہ سے کچھ عرض کرنا ہو تو کہہ دے مگر اس موقعہ پر اُمراء کا اتنا ہجوم ہوجاتا کہ فریادی ان کی موجودگی میں کچھ عرض نہ کر سکتے تھے۔ میں نے ان تمام امور پر اچھی طرح غور و فکر کرنے کے بعد حکم دیا۔ کہ بیس من خالص سونے کی زنجیر بنائی جائے اس کا ایک سرا میرے محل کے شمن برج سے آویزاں کیا جائے۔ اور دوسرا سرا ایک پکے مینار سے جو برلب دریا واقع ہے باندھا جائے۔ زنجیر سے گھنٹے باندھ دیئے جائیں۔ تاکہ جب فریادی اسے ہلائے تو ان گھنٹوں سے ایسی بے ہنگام آواز پیدا ہو کہ میں محل کے جس کونے میں بھی ہوں فوراً اس آواز کو سنکر فریادی کے پاس آسکوں۔

اس کے ساتھ ہی میں نے خبر رسانی کا ایک وسیع محکمہ بنایا ہر امیر کے ساتھ کوئی نہ کوئی مخبر لگا رہتا جو اس کی کارگذاریوں سے مابدولت کو روزانہ اطلاع دیا کرتا۔ میں نے محل کا ایک گوشہ محض اس خبروں کو سننے کے لیئے خاص کر رکھا تھا۔ رات کو یہاں ہر وقت پرچہ نویس آکر مجھ سے ملاقات کر سکتے تھے بالعموم میں ہمیشہ اسی جگہ سویا کرتا تھا۔ اگر حرم سرا میں ہوتا۔ تو یہاں ایک کارندہ وابلا دخواجہ سرا موجود رہتا۔ جو ضرورت کے وقت مجھے حرم سرا میں آکر اطلاع دیتا۔ ایک رات مجھے ایک مخبر نے آکر جگایا۔ اور گھبرا کر کہا۔ جلدی کیجئے حضور ورنہ ایک پاکدامن عورت کی عصمت برباد ہو جائے گی۔ میں فوراً کھڑا ہو گیا۔ دل میں خیال گذرا۔ ہو سکتا ہے۔ کہ پرچہ نویس میرے کسی دشمن کے ساتھ ملا ہُوا۔ اور بُری نیت سے میرے پاس آیا ہو۔ مگر اسی وقت میں نے اپنے پروردگار کی طرف سے اپنے اندر ایک روشنی دیکھی۔ جس سے مجھے اطمینان ہو گیا۔ کہ یہ شخص دھوکہ باز نہیں ہے۔ چنانچہ تلوار اٹھا۔ حافظِ تحقیقی کے بھروسے پر اس کے ساتھ چل پڑا۔ راستے میں پرچہ نویس نے بتایا۔ کہ رات کو جب لازم بے وقت گھر سے نکلا تو میں نظر بچا کر اُس کے ساتھ چل پڑا وہ ایک غریب عورت کے مکان میں گھس گیا۔ اور میں دیوار سے چمٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اور میں نے سنا کوئی عورت گھبرائی ہوئی آواز میں کہہ رہی ہے۔ "تجھے بادشاہ کے سر کی قسم! میری آبرو خراب نہ کر"! پھر مجھے دھکم دھکا کی آواز سنائی دی جس سے میں نے اندازہ کیا۔ کہ وہ عفیفہ

اپنے بچاؤ کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہی ہے اس پر مجھ سے رہا نہ گیا۔ اور میں جہاں پناہ کی خدمت میں دوڑ آیا۔ چوبچو نویس کے اس بیان سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور غم و غصہ سے میرا خون کھولنے لگا۔ ہم ایسے وقت اس مظلومہ کے گھر پہنچے۔ جب کہ وہ بدکار امیر اس خاتون کے ساتھ لپٹا ہوا کہہ رہا تھا۔ کہ

"اگر تو میرا کہا مان لے تو میں تجھے اپنی بیگم بنا لوں گا۔ اور تیری ساری عمر عیش و مسرت میں گذرے گی"

لیکن وہ پاک دامنہ برابر انکار کرتی رہی۔ کہ

"میں شریف ہوں اور شریف عورتیں اپنے غریب خاوندوں کو امیروں سے بھی اچھی سمجھتی ہیں۔

میں کچھ دیر تک اوٹ میں کھڑا ہو کر دونوں کی باتیں سنتا رہا۔ مجھے زیادہ خوشی اس بات سے ہوئی کہ میں اپنی ایک مظلوم رعایا کی امداد کے لیے بروقت پہنچ گیا تھا۔ امیر نے گرج کر کہا کہ۔

"اگر تو نے انکار کیا۔ تو میں تجھے اور تیرے خاوند کو قتل کر دوں گا" عورت نے دلیری سے کہا۔ اگر "میرا بادشاہ۔ میرے خدا کا نائب ہے جو تجھے اس گناہ کی سزا دینے کیلئے آ پہنچیگا" امیر بولا "اری کم بخت وہ شرابی تو محل میں پڑا سوتا ہوگا۔ اسے تیرے حال کا کیا علم" امیر سب حد سے بڑھا جا رہا تھا۔ میں نے زیادہ دیر ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا۔ تلوار میان سے نکال کر آگے بڑھا۔ امیر نے خیال کیا شاید عورت کا شوہر آگیا ہے

وہ تلوار کھینچ کر کھڑا ہو گیا۔ اور چاہتا تھا کہ مجھ پر وار کرے۔ کہ برابر سے میرے خطبہ نویس نے پکار کر کہا۔

"با ادب با ملاحظہ۔ ہوشیار! جہاں پناہ سلامت!"

یہ سنتے ہی امیر کانپ اٹھا۔ اور تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑی۔ میرے قدموں پر جھک کر کہنے لگا۔ کہ حضور سے انصاف کی بھیک مانگتا ہوں۔ یہ عورت میری کنیز ہے۔ اور بھاگ کر یہاں آ چھپی ہے میں نے عورت سے متوجہ ہو کر پوچھا کہ۔

"کیا یہ درست ہے؟"

وہ بیچاری مارے خوف کے تھر تھر کانپ رہی تھی۔ اس نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"جہاں پناہ! یہ شخص غلط کہتا ہے میں حضور کے چوبدار دلاور خاں کی بیٹی اور جناب کے جانثار سپاہی قائم بیگ کی بیوی ہوں"

"میں نے پھر امیر سے سوال کیا۔ کہ

"کیا یہ عورت سچ کہہ رہی ہے۔ اگر یہ عورت تیری کنیز ہے۔ تو

اس کا نام بتاؤ؟

تو نے اسے کب خریدا؟

کتنے کو خریدا؟

کہاں سے خریدا؟

امیر میرے کسی سوال کا جواب نہ دے سکا۔ رو کر

(باقی صفحہ ۳۷ پر)

"میں تجھے کشتنی اور گردن زدنی سمجھتا ہوں اس لیے نہیں کہ تو نے مجھے شرابی کہا۔ اور نہ ہی اس لیے کہ تو نے میرے سر کی قسم کی پرواہ نہ کی بلکہ اس لیے کہ تو ایک شریف عورت کی آبرو لینے آیا۔"

(جہانگیر اعظم)

(قسط سوم گذشتہ سے پیوستہ)

۷۸۶

نور الہدیٰ فی آبأ المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا علی احمد صاحب چک نمبر ۱۵ سرگودھا

قال اللہ تعالیٰ واجنبنی وبنیّ ان نعبد الاصنام - بچا مجھ کو اور اولاد میری کو بُت پرستی سے - بیضاوی ص ۱۹۳ جلد سوم مصری زعم سفیان بن عیینۃ ان اولاد اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام لم یعبد والصنم تھجا بہ - حضرت سفیان ابن عیینہ رضؓ نے گمان کیا ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد گرامی سے ہرگز کسی نے بُت پرستی نہیں کی۔ اور استدلال کیا ہے۔ ساتھ اس آیۃ کریمہ کے - بچا مجھ کو اور میری اولاد کو بُت پرستی سے حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی دوسری تمام اولاد اس دعاء سے خارج ہے۔

قال اللہ تعالیٰ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم وبالمؤمنین رؤوف رحیم - سورۃ توبہ پ۱۱ - البتہ آیا ہے - پاس تمہارے رسول تم میں سے (جس کے حسب ونسب سے واقف ہو) شاق گزرتی ہے - اس پر تکلیف تمہاری - طمع کرنے والا ایمان تمہارے کا - ایمان داروں کے ساتھ، شفقت کرنے والا اور مہربان ہے - خصائص کبریٰ ملا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ ص ۳۸ جلد اوّل مصری - رواہ ابن مردویہ عن انس رضؓ قال قرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد جاءکم رسول من انفسکم بفتح الفاء وقال انا انفسکم نسباً و صہراً و حسباً لیس فی آبائی من لدن آدم سفاح کلنا نکاح - ہکذا فی المدارج ص۵ جلد اوّل ابن مردویہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایۃ کی ہے - کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت شریعت لقد جاءکم رسول کی تلاوت کی - اور کلمہ انفسکم کو ساتھ زبر فاء کے پڑھا - پھر فرمایا! میں تم سب سے از روئے نسب اور سسرال اور حسب کے بہت پاکیزہ ہوں - میرے تمام آباء و اجداد میں سفاح داخل نہیں - سب لوگوں علیہا السلام آدم سے لا باد نکاح کی رسم جاری رہی ہے۔

طبرانی ابو نعیم اور ابن عساکر نے سیدنا و مولانا و مولی الکل حضرت علی ابن ابیطالب رضؓ سے آیۃ ہذا کی تفسیر میں منقول ہے - قال نسباً و صہراً و حسباً لیس فی آبائی من لدن آدم سفاح

کلنا نکاح - شفائی شریف جلد اول صـ۱۱ - فرمایا - میں تم سے ازروئے سلسلہ نسب اور سسرال
اور حسب کے پاکیزہ ہوں - میرے باپ دادوں میں اثر سفاح نے سرایت نہیں کیا - ابوالبشر
مہتر آدم علیہ السلام تک سب میں نکاح کا طریقہ رائج رہا ہے - تفسیر معالم التنزیل صـ۱۴۰ میں ہے ——
قرئ ابن عباس والزہری وابن المحیض انفسکم بفتح الفاء ای افضلکم واشرفکم
ابن عباس اور زہری اور ابن المحیض رض نے انفسکم کو ساتھ زبر فاء کے پڑھا ہے - یعنے
بہت شریف اور بہت بزرگ تم سے -
علامہ زماں مولانا اسمٰعیل حقی صاحب تفسیر روح البیان فرماتے ہیں - وقرئ انفسکم بفتح الفاء
من افضلکم واشرفکم من النفاسۃ وفی الحدیث نسباً وصہراً وحسباً لیس فی آبائی
من لدن آدم سفاح کلنا نکاح - والاشارۃ فی نفاستہ جوہرہ فی اصل الخلقۃ
اور بعض نے انفسکم کو ساتھ زبر فاء کے پڑھا ہے - یعنی بہت بزرگ اور بہت شریف تم سے -
جو نفاست سے مشتق ہے - اور حدیث شریف میں ہے - نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
میں تم سب سے نسب سسرال اور حسب میں افضل ہوں - میرے باپ دادوں میں سفاح نافذ نہیں
ہوا - سب میں رسم تزویج کی جاری رہی ہے -
اس میں حضور پرنور صلعم کی پاکیزگی جوہر پیدائشی کا لطیف اشارہ ہے - للہ در من قال - واحسن
منک لم ترقط عینی - واجمل منک لم تلد النساء خلقت مبرءً من کل عیب کانک خلقت
کما تشاء - تفسیر صاوی صـ۱۷۶ حاشیہ جلالین مصری جلد ثانی - قولہ تعالیٰ لقد جاءکم رسول من
انفسکم اللام موطئۃ لقسم محذوف ای عزتی وجلالی لقد جاءکم رسول من انفسکم
خطاب العرب قال ابن عباس لیس قبیلۃ من العرب الا وقد ولدت النبی صلی
اللہ علیہ وسلم ولہ فیہا نسب و انفسکم بالاتفاق السبعۃ وقرئ من انفسکم بفتح الفاء
من النفاسۃ والمعنی قد جاءکم رسول من اشرفکم وافضلکم فذلک لما رواہ
مسلم عن واثلۃ بن اسقع قال ان اللہ تعالیٰ اصطفی کنانۃ من ولد
اسمٰعیل واصطفی قریشاً من کنانۃ واصطفی بنی ہاشم من قریش و
اصطفانی من بنی ہاشم فانا خیار من خیار - بے شک آیا پاس تمہارے رسول
پاکیزہ تر تم میں سے - یہاں لام قائم مقام قسم محذوف کے ہے - یعنی اپنی عزت وجلال کی
قسم ہے - آیا پاس تمہارے رسول تمہاری قوم سے یہ خطاب اہالیان عرب کو ہے - ابن عباس رض

نے کہا ہے تمام اہل عرب سے کوئی قبیلہ ایسا موجود نہیں۔ جس کے ساتھ نبی صلعم کا نسبی تعلق نہ ہو۔ اور کلمہ انفسکم کا ساتھ ضمہ کے ساتوں قاریوں کی قرأت ہے۔ لیکن بعض لوگوں نے ساتھ زبر فا کے پڑھا ہے لغاتہ سے آیتہ ہذا کے معانی یہ ہیں۔ کہ آیا تمہارے پاس رسول تم میں سے بہت شریف اور عالیجاہ تم سے۔ مسلم نے واثلہ بن اسقع سے روایۃ کی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تحقیق حق تعالےٰ نے کنانہ کو اولاد اسمعیل علیہ السلام سے برگزیدہ کیا۔ اور اولاد کنانہ سے قریش کو برگزیدہ کیا۔ اور قریش سے بنو ہاشم کو منتخب کیا۔ پھر مجھے خاندان بنی ہاشم سے برگزیدہ کیا۔ میں تمام برگزیدگان سے برگزیدہ ہوں۔ اب صاف عیاں ہے۔ کہ طہارت نسبی اور شرافت نفسی حضور پر نور صلعم کے خصائص ذاتی سے ہے۔ یہ درجہ کسی مامور من اللہ کو بدشان آقائے نامدار ھدی علیہ من الصلوٰۃ افضلہا و من التحیات اکملہا کو نصیب نہیں ہوا۔ وللہ یختص برحمتہ من یشاء۔

کایں سعادت بزور بازو نیست - تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

خصائص کبریٰ سیوطی جلد اوّل مصری ص۳۹ شفا شریف جلد اوّل مصری ص۶۳ التعظیم والمنتہ ص۳۳۔

عن ابن عباس ان قریشاً کانت نوراً بین یدی اللہ تعالیٰ قبل ان یخلق اللہ تعالیٰ بالفی عام یسبح ذالک النور ویسبح الملائکۃ بتسبیحہ فلما خلق اللہ آدم القی ذالک النور فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاھبطنی اللہ الی الارض فی صلب آدم وجعلنی فی صلب نوح وقذف بی فی صلب ابراھیم ثم لم یزل ینقلنی من اصلاب الکریمۃ الی ارحام الطاہرۃ حتی اخرجنی بین ابوئی لم یلتقیا علی سفاح قط۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ قریش ایک نور گرامی کی صورت میں خدا کے روبرو موجود تھا۔ مہتر آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار برس پہلے یہ نور خدا کی تسبیح و تقدیس بیان کیا کرتا تھا۔ اور فرشتے اُس کی تسبیح کے ہمراہ تسبیح کہتے تھے۔ جب اللہ تعالےٰ نے مہتر آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ یہ نور اُس کی پشت گرامی میں ڈال دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے

پھر مجھے خدا نے پشت آدم رضی اللہ میں زمین پر اُتارا اور مجھے صلب مہتر نوح صلوٰۃ اللہ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی پشت مبارک میں کشتی پر سوار کیا۔ پھر مجھے پشت خلیل اللہ میں میں داخل کیا۔ میں ہمیشہ پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ ارحام کی طرف انتقال پذیر ہوتا رہا ہوں۔ یہاں تک کہ مجھے میرے والدین گرامی نے جنا۔ کوئی شخص، اُن سے سفاح کا مرتکب نہیں ہوا۔

قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ بعد ذکر کرنے کے اس حدیث شریف کے رقم طراز ہیں۔

ویشیر لمعنی ھذا الخبر شعر العباس المشھورۃ فی مدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس حدیث شریف کی صحت وصداقت کی شہادت حضرت عباس رضؓ کے اشعار دیتے ہیں۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قصیدہ رحیہ میں مذکور ہیں۔ جو صفحہ ۱۰ پر گزر چکے ہیں۔ قال ابن جابر رضؓ

بہٖ اجاب اللہ آدم اذ دعا — ونجیٰ فی بطن سفینۃ نوح

وماضرت النار الخلیل لنورہٖ — ومن اجلہ نال الفداء ذبیح

سیدنا حضرت عبد اللہ والد ماجد نبی صلعم کی عصمت وعفت کا ایک واقعہ

خصائص کبریٰ صـ۹۶ جلد ۱ رحمتہ للعالمین صـ۱۰۶ جلد ۲ ابو نعیم وخرائطی وابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جس وقت حضرت عبد المطلب اپنے فرزند ارجمند حضرت عبد اللہ کو ہمراہ لے کر تزویج کے ارادہ سے گھر سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک عورت کاہنہ اصل قبالہ سے کھڑی تھی۔ اور دین یہودیت کو قبول کیا تھا۔ اس کا نام فاطمہ دختر مُر الخثعمیہ تھا۔ تورات کی عالمہ تھی۔ اس نے حضرت عبد اللہ کے چہرہ انور پر بغور فراست نور نبوت کا ملاحظہ کیا۔ اس کو اس کے حصول کی تمنا ہوئی۔ اُس نے آپ کو کہا۔ اگر فی الحال تجھ کو کسی عورت کی خواہش ہے۔ اگر تو میرے دلی ارادہ کو پورا کرے۔ تو میں تجھ کو اس کے معاوضہ میں ۱۰۰ اونٹ جو تیری فداء میں قربان کئے گئے ہیں دیدوں۔ آپ نے صاف انکار کر دیا۔

اما الحرام فالممات دونہٗ — والحل لا حل فاستبینہٗ

فکیف الی الامر الذی تبغینہٗ — یحم الکریم عرضہٗ ودینہٗ

فعل حرام کے ارتکاب سے موت بہتر ہے۔ میں فعل حلال کا خواہاں ہوں۔ مگر اس کے لئے اعلان عام ضروری بات ہے۔ کیا تو مجھے اپنے مطلب برآری کے لئے ورغلاتی ہے۔ مگر ہر ایک شریف انسان پر ذاتی عزت اور دین کی پاسبانی کرنا لازم ہوتی ہے۔

کہ ہٹ جا دُور کرتے نہیں اشراف کام ایسا — سمجھتا ہوں میں بدتر موت سے فعل حرام ایسا

اگر تو عقد کو کہتی تو شاید مان جاتا میں — مطابق رسم قومی کے تجھے بیوی بناتا میں

مگر تو نے تو بے شرمی دکھائی اور بہکایا — فریب ومکر سے مجھ کو گناہ کرنے پر اُکسایا

تیری صورت سے بھی اب تو مجھے احساس نفرت ہے — شریف انسان پر لازم ہے بچانا دین وعزت کا

لیکن صـ۱۳ مدارج النبوۃ میں جلد دوئم میں اس عورت کا نام رقیبہ دختر نوفل ذکر کیا ہے۔ جو

سو اونٹ کا معاوضہ دینا چاہا تھا۔ بہرحال صدق واقعہ میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔

مواہب لدنیہ جلد اول صـ۳۲ مسالک الحنفاء صـ۲۲ الدرج المنیفۃ صـ۱۲ ابونعیم نے زہری سے اس نے اُم سماعہ دختر ابی رہم سے اس نے اپنی والدہ ماجدہ سے یوں روایت کی ہے۔ کہا میں سیدہ حضرت آمنہ خاتون کی خدمت میں اس بیماری میں حاضر ہوئی جس میں آپکی وفات شریف ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تخمیناً پانچ سال کے بچے اپنی والدہ ماجدہ کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے۔ ناگہاں سیدہ آمنہ خاتونؓ نے اپنا سر مبارک اُٹھا کر حضورؐ کے چہرہ انور کی طرف نگاہ کی۔ مندرجہ ذیل ابیات پڑھے

لیتیجو رس خال - بارک اللہ فیک یا غلام — یا ابن الذی من حومۃ الحمام
نجا بعون اللہ الملک العلام — فودی غداۃ الضرب بالسہام
بمائۃ ابل من سوام — ان صح ما ابصرت فی المنام
فانت مبعوث الی الانام — من عند ذی الجلال والاکرام
تبعث فی الحل والحرام — تبعث بالتحقیق والاسلام
دین ابیک ابراہام — فاللہ ینہاک عن الاصنام
ان لا توالیہا مع الاقوام

پھر کہا۔ ہر ایک جاندار فانی ہونے والا ہے۔ اور ہر نئی چیز آخر کو کہنہ ہونے والی ہے۔ میں عنقریب اس دار فانی سے عالم عقبےٰ کی طرف رحلت کرنے والی ہوں۔ مگر میرا نام صفحہ ہستی پر روشن اور میری یاد ابدالآباد تک تازہ رہے گی۔ کیونکہ میں نے اپنے خلف بھلائی کو بطور اپنی یادگار کے باقی چھوڑا ہے۔ میں نے آپ کو ہر ایک عیب و نقص سے پاکیزہ جنا ہے۔ بعد ازاں آپ کی والدہ ماجدہ نے اپنی جان عزیز کو جان آفریں کے سپرد کر دیا۔ ہم نے اُن کی فوتیدگی پر جنات کو اشعار مندرجہ ذیل کے ساتھ گریہ زاری کرتے ہوئے سنا ہے۔ خصائص کبریٰ صـ۸۱

نبکی الفتاۃ البرۃ الامینۃ — ذات الجمال والعفۃ والرزینۃ — زوجۃ عبداللہ والقرینۃ
ام نبی اللہ ذی السکینۃ — وصاحب المنبر فی المدینۃ — صارت لدی حفرتہا رہینۃ

ہم اس جوان سال نیکوکار امانت دار پہ عفیفہ پہ روتی ہیں۔ جو حسن و جمال کی دیوی اور عفت وعصمت کی مالکہ تھی۔ جو حضرت عبداللہ کی بیوی اور اُن کی رفیق حیات تھی۔ جو کہ رسول خدا صاحب سکینہ کی مادر مہربان تھی۔ جو مدینہ منورہ میں صاحب منبر و محراب کے مالک ہوں گے۔ آپ رسولؐ خدا کی والدہ مکرمہ قبر کے گڑھے

ہیں رہین ہو گئی ہیں۔ اب اس واقعہ سے ان کے ایمان کی تصدیق اظہر من الشمس عیاں ہوتی۔ کیونکہ اسوقت صرف ایمان اصحابی کی ضرورت تھی۔ جیسا کہ ورقہ بن نوفل کے حق میں ثابت ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کو نبی صلعم کی نبوت کا یقینی پختہ علم تھا۔ کہ میرا بچہ میرا نورِ نظر ایک روز ضرور بالضرور منصب نبوت اور خلعت رسالت سے ممتاز ہوگا۔ بالآخر وہی بات ہو کر رہی۔ جس کا اُن کو وہم و گمان تھا۔ پھر اب اگر کوئی شخص دیدہ دانستہ تعصب و عناد سے حق بات کے تسلیم کرنے سے گریز کرے۔ یہ اس کی نادانی ہے۔ ورنہ ان کی ایمانداری میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

-O-

ارتحال

جناب حکیم قمر احمد صاحب جو ہمارے پرانے یاران طریقت سے تھے اور بڑے نیک مرد تھے رمضان کے مہینہ میں انتقال کر گئے ہیں۔ قارئین سے استدعا ہے کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کریں۔



تذکرۂ امیر الملت نور اللہ مرقدہ

ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے

پیرِ طریقت کی مثال

—— مولانا بخشی مصطفےٰ علی صاحب جماعتی نقشبندی بھاجوریہ شریف

شہر میسور میں ایک وقت ایک مرید نے دوسرے مرید کی شکایت اُسکی غیر حاضری میں کی کہا کہ وہ ہر روز آنجناب عالی کی خدمت میں آتا ہے۔ حلقہ ذکر میں بیٹھتا ہے۔ اور یہاں سے رخصت ہونے کے بعد نہ نمازیں پابندی سے ادا کرتا ہے۔ نہ زکوٰۃ ادا کرتا ہے گو دولتمند ہے۔ اور روزے بھی نہیں رکھتا آپ نے خموشی سے سننے کے بعد فرمایا کہ تم نے اس کی غیبت کی ہے۔ گو جو کچھ کہا حقیقت ہو غیبت گناہ کبیرہ ہے۔ اِس سے بچنا چاہیئے اور فرمایا ہم پیران طریقت کی مثال ایسی ہے۔ جیسے بہتی دریا ایک شخص دریا کے بازو پاخانہ کرتا ہے۔ اور پانی سے نجاست دھو کر روانہ ہو جاتا ہے۔ دوسرا آتا اور وضو کرتا ہے اور وہیں ساحل پر دو رکعت نفل پڑھکر چلا جاتا ہے تیسرا آتا ہے۔ غسل جنابت کرتا ہے۔ اور سیدھے مسجد کو جاتا ہے۔ اور ایک پیاسا آتا ہے پانی سے سیراب کر جاتا ہے۔

بازو کے گاؤں کے لوگ پانی کے مشکے لاتے ہیں اور بھر کر اپنے گھروں کو لیجاتے ہیں۔ ایک بیل دریا میں سے گذرتا ہے۔ اور گذرتے ہوئے دریا میں پیشاب کرتا جاتا ہے۔ اسمیں نجاست کے دھوے جانے سے جنابت کی ناپاکی اِس میں داخل ہونے سے بیل کے ناموت سے دریا ناپاک نہیں ہوتی ہے۔ دریا پاک رہتی ہے۔ پاک بہتی ہے۔ اور جس مراد کے لئے جو اس کے پاس پہنچے اس کی مراد پوری کرتی ہے۔ جتنا فیض دریا سے حاصل کرنے جو پہنچا چاہتا ہی فیض اُسکو ملتا ہے۔

جو بار بار ہمارے حلقہ میں آکر توبہ کرتا ہے۔ اور ہر روز توبہ توڑتا ہے۔ ممکن ہے کہ ایک دن شرم آئے۔ اور توبہ شکن نہ ہو۔ اور راہ راست پہ آجائے۔ ہم کسی توبہ شکن کو مکرر ہمارے پاس آنے سے نہیں روکتے۔ ؎

صد بار گر توبہ شکستی باز آ باز آ
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست باز آ باز آ

پیران طریقت مثل دریا ہمیشہ پاک صاف جاری رہتے ہیں اور ہمیشہ اپنا فیض پہنچانے میں مستعد رہتے ہیں۔ مریدوں کی خطاؤں سے پیروں کا کچھ نہیں بگڑتا۔ ؎

ہست ایں میکدہ و دعوت عام است اینجا
قسمت بادہ باندازۂ جام است اینجا

" اعلیٰحضرت امیر الملت قدس سرہ العزیز نے ایک مرید کو اس کی ایک خطا پر نصیحت فرماتے ہوئے مثال پیش کی۔"

پنجاب کے ایک قصبہ میں مڈل سکول ہے۔ وہاں ایک سال ایک نا قابل ہیڈ ماسٹر کا تعین ہوا۔ وہ طلباء کو غور و فکر سے درس دینے سے بیزار تھا۔ لیکن تمام طلباء بڑے ذہین اور شوقین تھے۔ اور محنت سے اسباق یاد کرتے تھے۔ جب سالانہ امتحان کا نتیجہ نکلا تمام طلباء پاس ہو گئے۔ سو فیصد طلباء کی کامیابی کا سہرا ارباب حکومت کی نظر میں ہیڈ ماسٹر صاحب کے سر تھا اور ہیڈ ماسٹر کو ترقی کے ساتھ بڑے مدرسہ کو تبدیل کر دیا گیا۔ دوسرے سال بڑے لائق و فائق ہیڈ ماسٹر آئے۔ بڑی محنت و شوق سے درس دیا کرتے تھے۔ لیکن اس سال کے لڑکے کند ذہن اور پڑھائی کا شوق نہیں رکھتے تھے۔ اپنے اسباق یاد نہیں کرتے تھے۔ سالانہ امتحان جب ہوا اور نتیجہ نکلا۔ تمام لڑکے فیل شدہ پائے گئے۔ اور ہیڈ ماسٹر صاحب کی ناحق بدنامی ہوئی اور اُن کی تنخواہ کم کر کے دوسرے پرائمری سکول کو بدل دیا۔ بعد اعلیحضرت نے فرمایا۔ سمجھ گیا کیوں یہ مثال دی گئی۔ مرید نے آب دیدہ ہو کر توبہ کرتے ہوئے عرض کیا۔ کہ سمجھ گیا۔

جب کسی جگہ اعلیحضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کو زیادہ قیام فرمانے مریدان صادق موّدبانہ اصرار کرتے، فرماتے! مہمان کو لازم ہے کہ شکر چھوڑ کر نہ جائے۔ یعنی جب وہ رخصت ہو۔ میزبان یہ نہ کہتا ہو کہ الحمد للہ شکر ہے۔ کہ حضرت تشریف لے گئے (مطلب یہ کہ مہمانی کا بوجھ اخراجات و خدمات میزبان پر گراں بار نہ ہو) جہاں آپ کے قیاس میں مہمانی کا بوجھ میزبان پر اس کے حوصلے سے زیادہ پاتے باوجود ہزارہا اصرار میزبان سے جلد رخصت ہو جاتے۔



نعت

خانزادہ سمیع الہدیٰ نوشہرہ فیروز

زمیں پر ہو سرِ عرشِ بریں بھی
تمہیں ہو رحمت اللعالمین بھی!!

تمہارا نور نورِ آخریں ہے
تمہارا نور نورِ اولیں بھی

تمہیں تو نازشِ کون و مکاں ہو
تمہیں مختارِ دنیا اور دیں بھی

تمہارے آستانے کی بدولت
مقدس ہو گئی میری جبیں بھی!

مجھے کیوں ہو خیالِ دین و دنیا
تمہارے در پہ دنیا بھی ہے دیں بھی

غلامی اور تیرے در کی غلامی!
غلاموں میں ترے روح الامین بھی

یہی میری متاعِ زندگی ہے!
مری آنکھوں میں اور دل میں مکیں بھی

اخبار آستانۂ عالیہ

علی پور شریف

زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین شمس الملت مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم حیدر آباد دکن سے علی پور شریف تشریف لے آئے ہیں۔

مولانا الحاج جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی لائل پور چک ۲۷۱ گ ب میں تشریف فرما ہیں۔ مولانا الحاج معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدینہ منورہ کی حاضری کے لیے تشریف لے گئے ہیں۔ مولانا الحاج پیر سید انور حسین شاہ صاحب و پیر سید نذر حسین شاہ صاحب و مولانا الحاج پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب علی پور شریف رونق افروز ہیں۔ علی پور شریف کا سالانہ عرس شریف ۱۰، ۱۱ مئی مطابق ۲۷، ۲۸ ذی الحجہ بروز اتوار سوموار ہو رہا ہے۔

:- (ہور ہا ہے) :-

اظہار معذرت

کاتب انوار الصوفیہ کے بیمار ہونے کے سبب رسالہ غیر معمولی تاخیر کے ساتھ چھپا، جب پوسٹ ماسٹر صاحب قصور سے ہم نے معذرت کی تو انھوں نے ہمارے سامنے مقررہ محصول پر لینے، دو پیسہ کے ٹکٹ پر اس کو نکال دینے کا وعدہ کیا۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ اس نے .... رسالہ کو بیرنگ کر دیا۔ جس سے رسالہ کے خریداروں کو رسالہ وصول کرتے وقت مزید دس نئے پیسے ادا کرنے پڑے۔ اس کا ہم کو سخت افسوس ہے ہم جملہ خریداران سے معذرت خواہ ہیں +

Regd. No. L. 7478 MARCH 1964

The Monthly
ANWAR-UL-SOOFIA

